ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

از تصنیف لطیف عالم باعمل فاضل اکمل جناب مولوی محمد سعید علی صاحب رسالہ موسومہ

غایۃ التنقیح فی اثبات التراویح

باہتمام عاجز محمد عبد الرحمن خان خلف الصدق حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب مہتمم مطبع نظامی

مطبع نظامی واقع کانپور محلہ پٹکاپور میں ۱۲۹۸ھ مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ الراشدین المہدیین
وعلی تابعیہم وتبعہم المجتہدین الی یوم الدین اما بعد خاکسار خیرخواہ انام محمد علی بن عبد العلی
عفی اللہ لہ ولوالدیہ بھائی مسلمانون کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ اس زمانہ مین بسبب قرب قیامت
کے احیاء سنت نبوی کا نام ونشان اوٹھ گیا اور اتباع سیرت صحابہ کا اثر تک باقی نرہا علما
کا یہ حال ہی کہ ضروریات دینی کو ترک کرتے ہین رات دن بحث لایعنی پڑھتے ہین اور پھر اسپر بھی اکتفا
نہین کرتے بلکہ سنت مروجہ کا نیست ونابود ہوجانا چاہتے ہین جب خواص کی یہ حالت ہی تو عوام کی کیا شکایت
افسوس صد افسوس ایک وہ لوگ تھے جنھون نے اشاعت سنت مین کسقدر عرق ریزی کی اور جانفشانی
اوٹھائی اور ایک یہ ہین کہ اوسکے مٹانے پر مستعد ہین چنانچہ آج کل یہ امر ظہور مین آیا کہ نماز تراویح جسے بارہ سو ۱۲۰۰
برس سے تمام اہل سنت وجماعت پڑھتے آتے ہین اور شرقاً وغرباً اس سنت کا رواج رہا اس زمانہ کے
بعض علما نے یہ چاہا کہ اسکو ترک کرنا چاہیے اگرچہ اونھون نے اسکے ترک پر فتوی نہین دیا مگر
اسقدر کیا کہ اوسکی عظمت اور تاکد کو عوام کی نگاہون سے گرادیا فقط اتنی بات کہکر کہ تراویح ایک امر
مستحب ہی کچھ سنت نہین اور اوسپر ثمرہ اسقدر ہوا کہ بعض جاہلون نے بیس رکعت چھوڑ کر آٹھ پڑھنا

شروع کین اور وہ آٹھ پڑھنے کا بھی سبب یہ ہی کہ اونکے ذہن مین وہ آٹھ رکعت سنت مؤکدہ ہین
یہ اونھین معلوم نہین کہ بعض علمانے ہمپر بڑا احسان کیا کہ بالکل ہمکو ہمارے سر سے اوتھا دیا یعنی فرض جیسے ادا کیے
بیس رکعت سنت نہین ویسا ہی آٹھ بھی سنت نہین اور کیونکر نہوتا اس زمانہ مین طبیعتین امور شرعیہ کے چھوڑنے کے لیے
لیے نہایت حیلہ جو ہین اونکے ترک کے لیے استحباب بھی حیلہ ہی جب کسی امر مستحب کے کرنیکو کہو تو جواب
دیتے ہین کہ مستحب تو بہت سے امور ہین ہم سے کب ہو سکتے ہین فرض و سنت ادا ہو جاوے تو بھی غنیمت ہی
جب یہ حال مینے دیکھا تو عزم بالجزم ہوا کہ اس سنت سنیہ کے اثبات مین کوئی رسالہ تحریر کرون مگر
عدم تیسر اسباب اور خوف مجادلین مانع ہوتا تھا اور محض سکوت بھی مناسب نجانا جسقدر اسباب
بہم پہنچا اوسی پر اکتفا کی طالب حق کے لیے اسیقدر کافی ہی اور ناحق کوش کے لیے کسیقدر بھی
وافی نہین لہذا یہ رسالہ تحریر کیا اور **غایۃ التنقیح فی اثبات التراویح** اسکا نام رکھا اور تین
فصلون پر منقسم کیا **فصل اول در بیان معنی سنت** لغت مین سنت کے معنی مطلق طریقہ اور عادت کے
ہین خواہ نیک ہو یا بد ہو اور مستحب کے معنی محبوب اور مرغوب کے ہین اور شرع مین طریقہ حسنہ مسلوک
فی الدین کو کہتے ہین مگر وہ طریقہ فرض و واجب نہو اور اوسکی دو قسمین ہین ایک سنت مؤکدہ کہ اوسے
سنت ہدی بھی کہتے ہین دوسری مستحب کہ اوسے سنت زائدہ اور مندوب بھی کہتے ہین حنفیہ کے نزدیک یہ
تعریف عام ہی فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور فعل صحابہ دونون کو شامل ہی اور طریقہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ دونون منقسم ہین طرف سنت مؤکدہ اور سنت زائدہ کے اب کتب
اصول اور فقہ سے اسکے شواہد نقل کیے جاتے ہین تبیین شرح حسامی مین ہی قولہ السنۃ الطریقۃ
المسلوکۃ فی الدین اعلم ان السنۃ فی اللغۃ ہی الطریقۃ المطلقۃ حسنۃ کانت او سیئۃ (الی ان قال)
وفی عرف الشرع یراد بہا طریقۃ الدین اما للرسول علیہ السلام او للصحابۃ حتی یقال سنۃ الرسول صلعم
او سنۃ الخلفاء الراشدین ولا یختص مطلق السنۃ بسنۃ الرسول صلعم خلافا للشافعی رح قال القاضی ابو زید رح
ویحتمل انہ لم یبلغہ استعمال السلف اطلاق السنۃ علی طریقۃ العمرین والصحابۃ لانہ کان بعد ابی حنیفۃ بقرن
او بقرنین قولہ وحکمہا ان یطالب المرء باقامتہا ویعاقب علی ترکہا لانہ لا یخلو اما ان یکون طریقۃ الرسول

علیہ السلام او الصحابۃ وکل واحدۃ من الطریقتین امرنا باحیائہا ونہینا عن اماتتہا انتہی اس عبارت
سے مثل آفتاب نیم روز کے روشن ہی کہ جسطرح طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت مؤکدہ ہوتا ہی
اوسی طرح طریقہ صحابہ بھی سنت مؤکدہ ہوتا ہی اور جیسے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
امت مطالب ہی اور تارک اوسکا معاتب ویسا ہی سنت صحابہ سے بھی مطالب ہی اور تارک اوسکا
معاتب شرح تحریر مولانا بحر العلوم مین ہی اما السنۃ فہی الطریقۃ الدینیۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم
او الخلفاء الراشدین ابی بکر وعمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم اوبعضہم والمقصود انہا الطریقۃ
المستمرۃ التی لم تترک الا احیانا لیست بالوجوب وہی منقسمۃ الی قسمین الاول سنۃ الہدی وہی التی
التی واظب علیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حیث العبادۃ وحکمہا ان تارکہا بلا عذر ضال ملوم ومحروم
الشفاعۃ فی العقبی وہی کالاذان والجماعۃ وانت تعلم ان مواظبۃ النبی صلعم علی الاذان لم تثبت فینبغی
ان یراد اعم من ان یکون الطریقۃ المستمرۃ فی الدین منہ صلی اللہ علیہ وسلم بان باشرہ او لا بان استمر الناس
علیہا باذنہ صلی اللہ علیہ وسلم او باذن الخلفاء انتہی مولانا کی تحریر سے ظاہر ہوا کہ مواظبت باذن
خلفا موجب سنیت ہی اور جب مواظبت بالاذن موجب سنیت ہوئی تو مواظبت بنفسہ بطریق اولی
موجب ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو تعریف سنت مین فقط ما واظب علیہ النبی صلعم پر اکتفا کرتے ہین
اونکی غرض مواظبت سے عام ہی خواہ مواظبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا مواظبت خلفاے
راشدین ہو بنفسہ یا بالاذن اصول شاشی مین ہی والسنۃ عبارۃ عن الطریقۃ المسلوکۃ المرضیۃ
فی باب الدین سواء کانت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او من الصحابۃ قال علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین من بعدی عضوا علیہا بالنواجذ وحکمہا ان یطالب المرء باحیائہا ویستحق الملامۃ بترکہا
الا ان یترکہا بعذر انتہی تحقیق شرح حسامی مین ہی السنۃ لغۃ الطریقۃ مرضیۃ او غیر مرضیۃ وہی فی الشریعۃ
اسم للطریقۃ الحسنۃ المسلوکۃ فی الدین من غیر افتراض ولا وجوب کما اشار الشیخ رح فی بیان الحکم سواء
سلکہا الرسول علیہ السلام او غیرہ ممن ہو علم فی الدین وحکمہا کذا قال شمس الائمۃ ای حکم السنۃ ہو الاتباع
فقد ثبت بالدلیل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متبع فیما سلک من طریق الدین وکذا الصحابۃ

ف کیونکہ تعریف سنت مین مواظبت کو عام رکھا ہے خاص نہیں کیا ہے پھر اوس سے مراد عام ہی ہوئی اور مواظبت خلفا کو بھی شامل ہی اور یہی مذہب ۱۲

بعده لانها طريقة امرنا باحيائها لقوله تعالى لقد كان فيهم اسوة حسنة ولقوله عز اسمه وما آتكم الرسول
فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا ولقوله عليه السلام عليكم بسنتي الخ والاحياء في الفعل فترك الفعل يستوجب
الملامة اي الملامة في الدنيا وحرمان الشفاعة في الآخرة وذكر ابو اليسر رح واما حكم السنة فهو ان كل
فعل واظب عليه الرسول صلى الله عليه وسلم مثل التشهد في الصلوة والسنن الرواتب يندب الى
تحصيله ويلام على تركه مع لحوق اثم يسير وكل فعل لم يواظب عليه رسول الله عليه السلام بل تركه في حالة
كالطهارة لكل صلوة وتكرار الغسل في اعضاء الوضوء والترتيب في الوضوء فانه يندب الى تحصيله
لكن لا يلام على تركه ولا يلحق بتركه وزر اما التراويح في رمضان فانها سنة الصحابة رضي الله عنهم
اذ لم يواظب عليها الرسول صلى الله عليه وسلم بل واظب عليها الصحابة رضي الله عنهم وهي مما يندب
الى تحصيلها ويلام على تركها ولكنها دون ما واظب عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فان سنة النبي
صلعم اقوى من سنة الصحابة رضوان الله عليهم قال ابو اليسر هذا عندنا واصحاب الشافعي رح يقولون
السنة فعل واظب عليه النبي صلى الله عليه وسلم واما الفعل الذي واظب عليه الصحابة فليس بسنة وهو على
اصلهم مستقيم فانهم لا يرون اقوال الصحابة حجة فلا يرون افعالهم ايضا سنة وعندنا اقوالهم حجة فيكون
افعالهم سنة انتهى علامہ عبد العزیز بخاری کی تحقیق سے ظاہر ہوا کہ سنت رسول خدا و طریقہ خلفا
دونوں کی اتباع کا حکم امر ہی اور تارک فعل رسول اللہ یا خلفا لائق ملامت ہی اور یہی سنیت کا مآل ہی
کشف بزدوی میں ہی حکم السنة هو الاتباع فقد ثبت بالدليل ان رسول الله عليه السلام متبع
فيما سلك من طريق الدين وكذا الصحابة بعده رضي الله عنهم وهذا الاتباع الثابت بمطلق السنة
خال عن صفة الفرضية والوجوب الا ان يكون من اعلام الدين نحو صلوة العيد والاذان والصلوة
بالجماعة فان ذلك بمنزلة الواجب على ما نبينه بعد وذكر ابو اليسر رح واما السنة فكل فعل واظب عليه
رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل التشهد في الصلوة والسنن الرواتب وحكمها انه يندب الى تحصيلها
ويلام على تركها مع لحوق اثم يسير وكل فعل لم يواظب عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم بل تركه في حالة
كالطهارة لكل صلوة وتكرار الغسل في اعضاء الوضوء والترتيب في الوضوء فانه يندب الى تحصيله

ولاکن لایلام علے ترکہ ولا یلحقہ بترکہ وزر آما التراویح فی رمضان فانہا سنۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم
اذلم یواظب علیہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بل واظب علیہا الصحابۃ رضی اللہ عنہم وہی مایثاب
الے تحصیلہ ویلام علے ترکہ ولکنہا دون ما واظب علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فان سنۃ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اقوی من سنۃ الصحابۃ الخ انتہی کشف بزدوی اور تحقیق شرح حسامی سے ظاہر ہوا
کہ امام ابو الیسر کے نزدیک مواظبت صحابہ موجب سنیت ہی گرچہ اسکا تارک کم ہو سنت رسول اللہ سے
اور تارک اسکا گنہگار ہی کیونکہ تارک سنت صحابہ کو مستحق ملامت قرار دیا اور ظاہر ہی کہ بدون
ارتکاب معصیت ہرگز قابل ملامت نہین ہوسکتا چنانچہ خود ہی امام موصوف نے تصریح کردی ہی
پس ان تصریحات سے ظاہر اور ہویدا ہوا کہ علماء اصول کے نزدیک فعل رسول اللہ اور فعل صحابہ
دونوں مسنون ہین اور تارک سنت رسول اللہ یا طریقہ صحابہ دونون آثم و گنہگار ہین اور تعجب ہی
اون حنفیہ سے کہ تارک سنت صحابہ کو آثم نہین کہتے باوجودیکہ تقلید صحابہ محققین حنفیہ کے نزدیک
واجب ہی تحقیق شرح حسامی مین ہی لاخلاف ان مذہب الصحابی اماما کان او حاکما او مفتیا لیس بحجۃ
علی صحابی اخر انما الخلاف فی کونہ حجۃ علی التابعین ومن بعدہم من المجتہدین فقال ابوسعید البردعے و
ابوبکر الرازی فی بعض الروایات وجماعۃ من اصحابنا انہ حجۃ وتقلیدہ واجب یترک بقولہ ویمذہبہ
القیاس وہو مختار الشیخین وابی الیسر والمصنف وہو مذہب مالک واحمد بن حنبل فی احد الروایتین والشافعی فی
قولہ القدیم انتہی توضیح مین ہی فصل فی تقلید الصحابی یجب اجماعا فیما شاع فسکتوا مسلمین ولا یجب
اجماعا فیما ثبت الخلاف بینہم واختلف فی غیرہا وہو ما لم یعلم اتفاقہم ولا اختلافہم انتہی الحاصل جب
محققین وجوب تقلید صحابہ کے قائل ہین تو پھر تارک سنت صحابہ کیونکر گنہگار نہوگا اس امر مین صاحب
امداد بھی ہمارے موافق ہین کہ اصولیین حنفیہ کے نزدیک مواظبت خلفا موجب سنیت ہی چنانچہ امداد السنۃ
کے صفحہ ۳۵ سے ظاہر ہی الحمد للہ علی ذلک آور فقہاے حنفیہ کی تعبیرات تعریف سنت
مین مختلف ہین اور بالفاظ عدیدہ بیان مطلب کرتے ہین اور اگر تامل اور فکر کیا جائے تو باعتبار امر متنازع فیہ
کے ماحصل سبکا واحد معلوم ہوتا ہی اور بسبب اختلاف اغراض اور مطمح انظار کے تعبیرات مختلف ہین

ف عبارت سے کی ... مواظبت خلفاء ... سنت ... انتہی ۱۲

بعض مین فعل صحابہ کے سنت ہونیکی تصریح ہی اور بعض مین اطلاق ہی نہ فعل رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے تصریح اور نہ فعل صحابہ کرام کا بیان اور بعض مین ظاہرا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تخصیص ہی اور محققین نے اس تعبیر کو ناقص قرار دیا ہی اب یہان چند تعبیرین بطور شاہد کے بیان
ہوتی ہین از انجملہ ما قال العلامۃ الشامی فی حاشیۃ علی الدر المختار وہو ہذا والمانع الترک ان کان
ما واظب علیہ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم او الخلفاء الراشدون من بعدہ فسنۃ والا فمندوب ونفل
والسنۃ نوعان سنۃ الہدی وترکہا یوجب اساءۃ وکراہۃ کالجماعۃ والاذان ونحوہما وسنۃ الزوائد وترکہا
لا یوجب ذلک الخ وقال ایضا فی کتاب الصوم قدمنا فی بحث سنن الوضوء تحقیق الفرق بین السنۃ والمندوب
ان السنۃ ما واظب علیہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم او خلفاؤہ من بعدہ وہی قسمان سنۃ الہدی وسنۃ الزوائد
انتہی ملخصا جس شخص کو ادنی ماسکہ بھی علم سے ہی وہ خوب جان لیگا کہ صاحب رد المحتار نے فعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور فعل صحابہؓ دونون کو منقسم کیا ہی طرف سنت زائدہ اور سنت موکدہ کے کیونکہ
مطلق مواظبت کہ شامل ہی مواظبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مواظبت خلفا کو سنت قرار دیا
اور پھر السنۃ معرف باللام لاکر اوسی سنت کی تقسیم کی طرف سنت موکدہ اور زائدہ کے وقال ایضا فی السراج
الوہاج ہی فی الشرع ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم او احد من صحابہ ویوجر العبد علی اتیانہ
ویلام تارکہا وہی تتناول القولی والفعلی انتہی وقال ایضا فی الجوہرۃ النیرہ السنۃ فی اللغۃ ہی الطریقۃ سواء
کانت مرضیۃ او غیر مرضیۃ وفی الشرع عبارۃ عما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم او واحد من الصحابۃ ویوجر
علی اتیانہا ویلام علی ترکہا وتتناول القولی والفعلی انتہی اس تعریف سے بھی ظاہر ہی کہ مواظبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور مواظبت صحابہ دونون موجب سنیت ہین ماہرین پر پوشیدہ نہین ہی کہ صاحب سراج
اور صاحب جوہرہ نیرہ کے قول سے مواظبت بلا اذن کا بھی سنت موکدہ ہونا ثابت ہوتا ہی جیسا کہ مولانا
بحر العلوم نے تصریح کی ہی وقال ایضا فی الایضاح السنۃ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ العبادۃ
مع الترک فی الجملۃ ہذا ہو المشہور فی الکتب وفیہ قصور لان ما واظب علیہا الخلفاء الراشدون
ایضا من السنۃ الا تری الی ما قالہ صاحب الہدایۃ فی التراویح والاصح انہا سنۃ لانہ واظب علیہا

الخلفاء الراشدین انتہی اور یہ بات بھی دریافت کرلینا چاہیے کہ مواظبت عام ہے حکما ہو یا حقیقۃ
فی الدر المختار الشرط فی الموکدۃ المواظبۃ مع ترک ما ولو حکما انتہی فی رد المحتار والمراد ایضا المواظبۃ ولو حکما لتدخل
التراویح فانہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العذر فی التخلف عنہا وہو خوف ان تفرض علینا انتہی اور ہکذا فی الطحطاوی
اور مواظبت اوروں کی باذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باذن خلفا رضی اسی مواظبت حکمی میں
داخل ہے از انجملہ ما قال صاحب تصویر التنویر ویرید بسنۃ الہدی ہہنا فعلا غیر فرض وغیر مختص بالنبی
فعلہ ہو او الخلفاء الراشدون او امر بہ او قرروا علیہ قربۃ ولم ینسخ ولا یترک بالاجماع ولغیر الموکدۃ ما فعلہ مرۃ
وترکوہ اخری انتہی از انجملہ ما قال صاحب الفصیحیۃ ناقلا عن المحیط السنۃ سنتان سنۃ النبی وسنۃ الصحابۃ
فسنۃ الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی الطریقۃ التی واظب علیہا کرکعتی الفجر وسنۃ الصحابۃ الطریقۃ التی
واظبوا علیہا کالجماعۃ فی التراویح فہی سنۃ عمر رضی فانہ واظب علیہا وتابعہ الصحابۃ انتہی وفی التاتارخانیۃ
السنۃ سنتان سنۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وسنۃ صحابہ سنۃ الرسول ہی الطریقۃ التی سلکہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وواظبہا کرکعتی الفجر والاربع قبل الظہر واشباہہما وسنۃ الصحابۃ رضوان اللہ
تعالی علیہم ہی الطریقۃ التی سلکہا الصحابۃ وواظبوا علیہا کالتراویح فانہا سنۃ عمر لان عمر واظب علیہا شرح الطحاوی
انتہی از انجملہ ما فی خلاصۃ الفتاوی السنۃ ما واظب علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم او صحابہ از انجملہ
ما قال الطحطاوی فی حاشیہ مراقی الفلاح والسنۃ عند الحنفیۃ ما فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ما تقدم اوجہہ
قال فی السراج ما فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم او احد من صحابہ او امر علیہ السلام باتباعہ بقولہ علیہ السلام
علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی وقولہ علیہ السلام اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم
انتہی از انجملہ ما قال فی منح الغفار وہو نہا انہا الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین من غیر لزوم علی سبیل المواظبۃ
انتہی از انجملہ ما قال صاحب المبسوط السنۃ سنتان اخذہا ہدی وترکہا لا باس بہ کالسنۃ التی
لم یواظب علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسنۃ اخذہا ہدی وترکہا ضلالۃ کالاذان والاقامۃ انتہی
از انجملہ ما قال فی نہر الفائق فی غایۃ البیان ہی ما فی فعلہ ثواب وفی ترکہ عتاب لا عقاب ایدہ بعض المتاخرین
بانہ المعنی المناسب للمقام انتہی وہکذا قال العینی فی منحۃ السلوک از انجملہ ما قال صاحب الدر المختار

ناقلا عن الشمنی وعرفہا الشمنی بما ثبت بقولہ علیہ السلام او بفعلہ ولیس بواجب ولا مستحب انتہی شمنی کی تعریف
بھی فعل خلفا کو شامل ہے کیونکہ فعل خلفا ثابت بقول رسول اللہ ہے اسوجہ سے صاحب در المختار نے تشریح
کی سنت مؤکدہ ہونے کی دلیل مواظبت خلفا بیان کی ہے یہانتک وہ تعبیرین بیان ہوئین جسمین فعل خلفا
کی سنت ہونیکی تصریح ہے مطلق ہین کسی کے فعل کی تصریح نہین مگر یہ کسی سے مفہوم نہین ہے کہ فعل
صحابہ سنت نہین اور سنت مؤکدہ ہونا مخصوص ہے مواظبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ازانجملہ[14] ما قال صدر الشریعۃ
فی شرح الوقایہ السنۃ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک احیانا فان کانت المواظبۃ علی سبیل
العبادۃ فسنن الہدی وان کانت علی سبیل العادۃ فسنن الزوائد انتہی ازانجملہ[15] ما قال صاحب البحر والذی
ظہر للعبد الضعیف ان السنۃ ما واظب علیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکن ان کانت لا مع الترک فہی دلیل
السنۃ المؤکدۃ وان کانت مع الترک احیانا فہی دلیل غیر المؤکدۃ وان اقترنت بالانکار علی من لم یفعلہ
فہی دلیل الوجوب انتہی یہی دون تعبیرین ہین جنکی سند سے صاحب امداد فرماتے ہین کہ مواظبت خلفا سے
کسی فعل کو سنت مؤکدہ کہنا خلاف ضابطہ فقہا ہے مگر مین کہتا ہون کہ اول تو اکثر تعبیرون کو چھوڑ دینا
اور اقل قلیل پر حکم کلیہ کر دینا نہایت انصاف سے بعید ہے دوسرے اس تعریف کا حال سنیے کہ بوجہ جسکے
ہمین کلام ہے اولا اگر تسلیم کیا جائے کہ یہ تعریف فعل صحابہ کو شامل نہین ہے جب بھی ہمپر حجت نہین ہوسکتی
کیونکہ فقہا اور اصولیین نے خود اس تعریف کو ناقص ٹھہرایا ہے چنانچہ ایضاح سے معلوم ہوا اور یہی
تعریف کو صاحب تقریر نے لکھا ہے ولا یخفی عدم شمولہ لجمیع المسنونات اور یہی تعریف شیخ عمر بن نجیم
نے نہر الفائق مین بھی دھوم دھام سے اعتراض کیے ہین منجملہ اونکے ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ تعریف
مواظبت خلفا کو شامل نہین ہے حالانکہ ضرور ہے مواظبت خلفا کو شامل کرنا وعبارتہ ہکذا وفی
فتح القدیر ما واظب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک احیانا وفیہ بحث من وجوہ الاول لیس کلما
کان کذلک یکون سنۃ بل لا بد ان یکون علی وجہ العبادۃ کما قیدہ فی ایضاح الاصلاح لیخرج ما کان
کذلک علی وجہ العادۃ الی ان قال الثالث لا بد ان یزاد او ما واظب علیہا الخلفاء الراشدون بعدہ
لیدخل التراویح اذ قد اطبقوا علی سنیتہا للمواظبۃ الخلفاء علیہا وما فی السراج ہی ما فعلہ علیہ الصلاۃ

والسلام او احد من اصحابہ فتعریف لمطلق السنۃ والکلام فی المؤکدۃ انتہی مقام انصاف ہی کہ جب
صاحب تقریر نے اس تعریف پر مجملاً نقض کیا اور صاحب ایضاح اور صاحب نہر نے صراحتہ لکھدیا کہ یہ تعریف
ناقص ہی مواظبت خلفا کو شامل نہین پھر بھی کوئی شخص اس تعریف کو متمسک ٹھہرا کر کہہ سکتا ہی
کہ مواظبت خلفا موجب سنیت نہین ہوتی یہ امر بھی دریافت کرلینا چاہیے کہ صاحب النہر الفائق صاف لکھتا ہی
کہ مواظبت خلفا موجب ہی سنت مؤکدہ ہونے کی اسلیے کہ صاحب سراج کی تعریف کو کہتا ہی کہ یہ
تعریف مطلق سنت کی ہی اور بحث ہو رہی ہی سنت مؤکدہ کی تعریف مین یعنی فتح القدیر مین تعریف سنت
مؤکدہ کی ہی اور اسی تعریف مین مواظبت خلفا کی قید لگانا ضرور ہی تاکہ سنت مؤکدہ کی تعریف
جامع ہو جاوے اور صاحب سراج نے خاص سنت مؤکدہ کی تعریف نہین کی بلکہ مطلق سنت کی تعریف کی ہی
کہ سنت مؤکدہ اور سنت زائدہ دونون کو شامل ہی کیونکہ مطلق فعل نبیؐ اور فعل صحابہ کو اخذ کیا ہی اور
ظاہر ہی کہ مطلق فعل عام ہی مواظبت سے حاصل کلام یہ ہی کہ صاحب سراج کی تعریف اگرچہ فعل صحابہ کو شامل ہی
مگر ما نحن فیہ سے خارج ہی کیونکہ ہماری گفتگو خاص سنت مؤکدہ مین ہی اور یہ مطلق سنت کی تعریف ہی
ثانیاً اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ تعریف صحیح ہی اور کچھ اسمین کلام نہین تو یہ مسلم نہین کہ یہ تعریف مطلق سنت
کی ہی بلکہ خاص سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہی چنانچہ علینی شرح ہدایہ سے مفہوم ہوتا ہی
اسلیے کہ شارح موصوف نے فاضل اترازی سے تعریف نقل کرکے اوسپر دو اعتراض نقل کیے ہین
اعتراض ثانی کا محصل یہ ہی کہ فاضل مذکور کی تعریف مانع نہین ہی کیونکہ اس تعریف مین سنت غیر نبی بھی داخل ہو گئی
اور یہی اعتراض فاضل اکمل کی تعریف پر کیا ہی وعبارتہ ہذا الثانی ان تعریفہ ہذا یدخل فیہ سنۃ غیر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فان سنۃ العمرین لاشک فی فعلہا ثواب وفی ترکہا عقاب لانا امرنا بالاقتداء بہما لقولہ
علیہ السلام اقتدوا بالذین من بعدی الخ فاذا اقتداء بہما مامور بہ یکون واجبا وتارک الواجب یستحق العقاب
والعتاب اما تعریف الاکمل فلانہ غیر مانع لتناولہ سنۃ غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی بات امام ابو
کے کلام سے مستنبط ہوتی ہی جہان تک بیان کیا گیا جو کچھ علمانے اس تعریف پر رد و قدح کی ہی
اب یہ حقیر کہتا ہی کہ اگر یہ تعریف خاص سنت نبوی کی قرار دیجائے اور سنت صحابہؓ اس سے خارج رہے

ف تو تعریف سنت مین جو نون سنت رسول اللہ کو خاص کیا ہی اونکی غرض تعریف مطلق سنت سمجھنا چاہیے

توکچھ قباحت نہین اور اس امر کو صاحب امداد الغوی بھی تسلیم کرتے ہین او صفحہ ۳ مین تحریر فرماتے ہین
اگر مقسم خاص سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو سنت غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خارج از قسمین ہی چنانچہ اسطرف
مشیر ہی یہ کلام صاحب تلویح کا والنفل دون الزوائد لانہا صارت طریقۃ مسلوکۃ فی الدین وسیرۃ للنبی صلی اللہ
علیہ وسلم بخلاف النفل انتہی کیونکہ اگر مقسم عام ہوتا تو سنت غیر نبی بھی سنت زائدہ ہوتی اور اوسکا سیرۃ
للنبی ہونا مقصود نہین انتہی مگر اس سے یہ بات لازم نہ آویگی کہ کوئی فعل صحابہ سنت موکدہ نہو کیونکہ
سنت صحابہ سے یہان بحث ہی نہین اور یہ امر کچھ بعید نہین کہ فقہانے خاص سنت نبوی کی تعریف
کی ہو اسوجہ سے کہ صحابہ کرام سے بہت قلیل امور ثابت ہون گے کہ وہ حضرت سے ثابت
نہون چونکہ اس سنت کا وجود اقل قلیل ہی تو فقہا کا ترک کرنا گنجایش رکھتا ہی اور جنہون نے مواظبت
صحابہ کے قید زائد کی ہی اونکی غرض تعریف مطلق سنت ہی اور اگر یہ تعریف عام کیجاے تو بھی ممکن ہی
یعنی اگر کہا جائے کہ یہ تعریف مواظبت صحابہ کو شامل ہی تو کچھ بعید نہین کیونکہ سنت خلفاے راشدین
بمقتضاے کلام سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی اور بفحواے
اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمرؓ الی سنت نبوی کے حکم مین ہی چنانچہ قدوۃ المحققین مولوی بشیر الدین
صاحب نے غایۃ الکلام کے صفحہ ۱۳۹ مین اذان ثالث جمعہ کو سنت خلیفہ ثالث قرار دیکر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل حکما ٹھہرایا ہی اور اوسکی وجہ اسطرح بیان کی ہی زیرا کہ سنت خلفا در حکم سنت
حضرت علیہ الصلوۃ والتحیۃ است بموجب منطوق علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین انتہی اور کتب اصول
مین بھی یہ امر مصرح ہی مسلم مین ہی قول الصحابی مما یمکن فیہ الرای ملحق بالسنۃ لغیرہ الا الثلثہ الی ان قال وفیما
لا یدرک بالرای عند اصحابنا اتفاقا انتہی جب یہ امر ٹھہرا کہ اصل مین فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت
ہی اور طریقہ صحابہ کرام ملحق بالسنۃ ہی تو فقہا نے اس نظر سے فعل صحابہ کی تصریح نہین کی کیونکہ جب شئی
ثابت ہوگی تو مع اپنے لواحق کے ثابت ہوگی اصل کا بیان کرنا کافی ہی لواحق کا ذکر کچھ ضرور نہین
خصوصًا اوس وقت کہ لواحق کا وجود بہت ہی کم پایا جاے اور اون فقہا کے کلام سے تو اس دعوی
کی نہایت تصدیق ہوتی ہی جو تعریف سنت مین ظاہر امواظبت کو خاص کرتے ہین اور بتراویح مین

مواظبت خلفا کو دلیل سنیت قرار دیتے ہین چنانچہ صاحب شرح وقایہ نے تعریف سنت مین مواظبت
کو خاص کیا ہی اور بحث تراویح مین لکھا ہی وانما کانت التراویح سنۃ لانہ واظب علیہا الخلفاء الراشدون
انتہی اور صاحب جامع الرموز نے بھی ایسا ہی کیا ہی **فائدہ** بعض کتابون مین تراویح کی سنت ہونیکو
اصح کہا ہی چنانچہ **منحۃ السلوک** مین ہی والاصح انہا سنۃ مؤکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین اور ہدایہ
مین ہی والاصح انہا سنۃ لانہ واظب علیہا الخلفاء الراشدون ظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ مقابل اسکا
صحیح ہو مگر یہ خیال کرنا بیجا ہے بلکہ یہان لفظ اصح بمعنی صحیح ہی مقابل صحیح کے نہین اور فقہا تصریح
کرتے ہین کہ صحیح اور اصح دونون ایک معنے مین آتے ہین چنانچہ تصحیحیہ مین لکھا ہی فی المضمرات
قول الفقہاء وہو الاصح وہو الصحیح وہو المعتمد علیہ الی غیر ذالک من العبارات کلہا بمعنی واحد اور اسی وجہ سے
بعض فقہا نے اس لفظ اصح کی جگہ لفظ صحیح لکھا ہی **فی جامع الرموز** التراویح علی الصحیح سنۃ مؤکدۃ
انتہی و**فی غنیۃ المستملی** وہی سنۃ مؤکدۃ فی الصحیح انتہی وفی **خزانۃ المفتین** التراویح سنۃ مؤکدۃ
للرجال والنساء وہو الصحیح انتہی وفی **خزانۃ الفتاوی** التراویح سنۃ ہو الصحیح من المذہب انتہی
و**فی العینی** ان التراویح سنۃ لا یجوز ترکہا وقال الشہید ہو الصحیح انتہی وفی **الکافی** التراویح سنۃ فی الصحیح
من المذہب انتہی اور اگر اصح کو بمعنی صحیح نہ لینگے تو اصح کہنا صحیح نہوگا کیونکہ صحیح کا مقابل غلط ہی یا ضعیف
اور اصح کا مقابل صحیح ہی اب اصح اپنے معنی مین رہے تو حاصل معنی ان عبارتون کے یہ ہونگے کہ تراویح سنت بھی ہی
اور مستحب بھی مگر سنت ہونا اصح ہی حالانکہ اس مقام مین سنت اور مستحب کا اجتماع نہین ہو سکتا ہی اسلیے کہ مستحب
اس مقام پر یا تو قسیم ہی مطلق سنت کا یا خاص سنت مؤکدہ کا اور دو قسیم ایک محل پر جمع نہین ہو سکتے
اور ظاہر ہی کہ سنت کے مفہوم مین مواظبت معتبر ہی اور مستحب مین عدم مواظبت پھر یہ دونون متنافیین
کیسے جمع ہو سکتے ہین الحمد للہ کہ بعض اقوال اصولیین اور فقہا سے مواظبت صحابہ کا سنت
مؤکدہ ہونا ثابت ہوا ۔

ضمیمہ

اس مقام پر بعض صاحب ایک شک کرتے ہین جسکا جواب دینا بھی ضرور ہی وہ یہ ہی کہ مواظبت خلفاء راشدین کا

مفید سنت مؤکدہ ہونا خلاف تحقیق ہی اسوجہ سے کہ اگر فرض کیجیے کہ ایک فعل ایسا ہی کہ اوسپر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت نہین کی لیکن رغبت دلائی ہی پس وہ فعل لامحالہ مستحب ہوگا اور بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین نے اوس مستحب پر بمقتضاے حدیث احب الاعمال الی اللہ
ادومہا وان قل مواظبت کی پس اگر خلفاے راشدین کی مواظبت سے سنت مؤکدہ ہوجاے تو ہم پوچھتے ہین
کہ آیا استحباب باقی رہیگا یا منسوخ ہوجائیگا بر تقدیر اول اجتماع متنافیین لازم آتا ہی اور بر تقدیر ثانی لازم
آئیگا نسخ اور حدوث دلیل شرعی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ دونون غیر متصور ہین انتہی
جواب اسکا چند وجہ ہی **اول** یہ مسلم نہین کہ مطلق رغبت دلانا مفید استحباب ہو بلکہ ہوسکتا ہی کہ بعض رغبت
مفید تاکد او سنیت ہو ممکن ہی کہ ایک فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب کسی عذر کے نکیا ہو اور رغبت بلیغ
دلائی ہو ایسے فعل کے ترک مین اساءت نہونیکی کیا وجہ ہی اور اگر کوئی کہے کہ سنت کی تعریف سے
یہ فرد خارج ہی تو اوسکے وہی جواب دیے جائینگے جو پہلے ہم تحریر کر آئے ہین یعنی یا تو تعریف جامع نہ قرار
دیجاے یا اسکو مواظبت حکمی کہا جاے وغیر ذالک بہر حال ایسی رغبت کے بعد اگر مواظبت خلفاے راشدین
ثابت ہو اور اوسکو مفید سنیت کہا جاے تو معترض کا نقض وارد نہوگا اور مواظبت خلفا کی طرف اسکی نسبت
اسوجہ سے کی گئی کہ وہ رغبت یا اوسکی کیفیت ہم تک نہین پہنچی یہ جواب اگرچہ عموماً جاری نہو مگر
محل تنازع فیہ مین جاری ہوسکتا ہی اور غرض اس سے قصور بیان معترض ہی فافہم **دوم** یہ کہ معترض صاحب نے
ان دونون امرون کے غیر متصور ہونے مین توضیح وتلویح کی عبارت سے استدلال کیا ہی حالانکہ انہی
کتابون مین خلاف اسکے مصرح ہی اور جو عبارت معترض نے نقل کی ہی اوسپر صاحب تلویح اعتراض
کرتے ہین اور ناسخ ہونا اجماع کا ثابت کرتے ہین اور ایک مقام پر قول جمہور کی تاویل کرتے ہین
شاید معترض صاحب نے تمام وکمال ملاحظہ نہین فرمایا صرف مطلب کی بات دیکھلی ہی اب ناظرین ملاحظہ
فرمائین صاحب تلویح ایک اعتراض کے جواب مین تحریر کرتے ہین ۔ وجوابہ ان کون الاجماع
حجۃ لیس مبنیا علی دلیل ای سندہ بل حجۃ لذاتہ کرامۃ لہذہ الامۃ واستدامۃ لاحکام الشرع انتہی
اس کلام سے حدوث دلیل شرعی کا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاف ظاہر ہی کیونکہ

حجیت اجماع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور اوسکو حجت لذاتہ صاحب تلویح کہتے ہین
اور جواز نسخ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے مین صاحب تلویح لکھتے ہین ذهب فخر الاسلام
الی انہ یجوز نسخ الاجماع بالاجماع وان کان قطعیا حتی لو اجتمع الصحابة علی حکم ثم اجمعوا علی خلافه جاز والمختار
عند الجمهور هو التفصیل علی ما اشار الیه المص وهو ان الاجماع القطعی المتفق علیه لا یجوز تبدیله وهو المراد بما سبق
من ان الاجماع لا ینسخ ولا ینسخ به والمختلف فیه یجوز تبدیله کما اذا اجمع القرن الثانی علی حکم یروی فیه
خلاف من الصحابة ثم اجمعوا بانفسهم او اجمع من بعدهم علی خلافه فانه یجوز ان ینتهی مدة الحکم الثابت
بالاجماع فیوفق الله تعالی اهل الاجماع علی خلافه وما یقال ان انقطاع الوحی یوجب امتناع النسخ فمختصة
بما یتوقف علی الوحی والاجماع لیس کذلک انتهی اس عبارت سے ظاہر ہی کہ نسخ بعد رسول اللہ ممکن ہی
اور جو شبہات اسپر بظاہر وارد ہوتے تھے وہ بھی اس کلام سے مرتفع ہوگئے کما لا یخفی اور معترض صاحب نے
جو تلویح کی عبارت نقل کی ہی اوسمین قطع و برید کو کام فرمایا ہی کیونکہ عبارت اول جو منقول ہی وہ اصل
مین اسطرح ہی ۔ ای بعد النبی علیہ السلام لان الاحکام صارت موبدة لانقطاع الوحی ولا یخفی ان ہذا
مختص بالاحکام المنصوصة انتہی جملہ اخیرہ ولا یخفی الخ معترض نے حذف کردیا جس سے صاف معترض کا
مدعی منقوض تھا اور دوسری عبارت جو منقول ہی والجمهور علی انہ لا ینسخ الخ اوسکے اول تو علامہ نے
فخر الاسلام کا قول جواز نسخ مین نقل کیا ہی اور یہی مختار علامہ معلوم ہوتا ہی اور بعد اسکے جمہور کے قول پر
اعتراض کیا ہی اسطرح لقائل ان یقول لا نسلم ان الاجماع المخالف للنص خطاء الخ الغرض بعد آنحضرت مطلقا
نسخ کا غیر متصور ہونا مسلم نہین بلکہ خود معترض کے قول کے خلاف ہی کیونکہ اتمام الحجہ مین معترض صاحب اس
امر کو تسلیم کرتے ہین کہ قبول جزیہ اہل کتاب سے حضرت عیسیٰ کے وقت مین منسوخ ہوجائیگا اور ایسے ہی
مؤلفة القلوب کے حصہ کا منسوخ ہونا معترض نے نقل کیا ہی اور اس سے صاحب کلام مجرر نقض کیا ہی
سوم حدوث دلیل شرعی سے کیا مراد ہی دلیل مستقل یا غیر مستقل بر تقدیر اول لزوم مسلم
نہین اور بر تقدیر ثانی کوئی قبح نہین معترض صاحب بھی اسے تسلیم کرتے ہین چنانچہ اتمام الحجة سے
ظاہر ہی تابع کی غیر مستقل ہونے کے لیے یہ ضرور نہین کہ متبوع کے ہر فرد کے تابع ہو یا کوئی فرد خاص کسی فرد جدا

کے تابع ہو بلکہ مطلق کا اتباع کافی ہی اسکے عدم استقلال اور تابع ہونیکے یہ معنی ہین کہ اگر دلیل
متبوع جیسے مستقل مانا گیا ہی اوس سے اسکا دلیل ہونا ثابت نہوتا تو فی نفسہ یہ دلیل نہوتی فافہم
چہارم یہ کہ اصل مین ناسخ فعل خلفاء راشدین نہین بلکہ حدیث علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین الحدیث
وحدیث اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر ہی اس جواب پر معترض صاحب کا یہ نقض کہ اس تقدیر
پر لازم آتا ہی کہ اجماع اور قیاس کا ناسخ ہونا بھی درست ہو محض بے اصل ہی کیونکہ اول تو اس لزوم مین
قباحت بیان کیجیے اجماع کے ناسخ ہونیکا تو کچھ بیان گذرا اور قیاس کے ناسخ نہونے پر بھی کلام کیا
گیا ہی چنانچہ شرح مسلم وغیرہ مین مذکور ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے دوسرے یہ کہ جو اجماع کے ناسخ ہونیکے
منکر ہین وہ یہ بھی کہتے ہین کہ اجماع مخالف کتاب و سنت نہین ہو سکتا پس جب مخالف نہوا تو ناسخ
ہونیکی کوئی صورت نہین نکلتی اور اگر مخالف ہوگا تو دوسری نص پر مبنی ہوگا کہ وہ مجمعین کے نزدیک ناسخ
نص اولی ہی کما فی کتب الاصول علاوہ اسکے اجماع کے ناسخ نہونیکی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کیونکہ
معترض صاحب اتمام الحجۃ مین تحریر کرتے ہین (ہو سکتا ہی کہ نفس الامر مین مثبت قطعیت حکم داعی و سند
ہو اور اجماع صرف مظہر قطعیت ہو) جب اجماع صرف مظہر قطعیت ٹھہریگا تو اوسکے ناسخ ہونے مین کیا استحالہ
لازم آئیگا اور قیاس کا بھی یہی حال ہی کیونکہ قیاس وہین ہوگا جہان نص نپایا جائیگا پس نص سے تو
مخالفت ہوہی نہین سکتی تاکہ ناسخ ہو سکے باقی رہا مخالفت قیاس متقدم سو یہ اونکی اصطلاح مین نسخ
نہین ہی بلکہ کہتے ہین کہ جب قیاس متاخر کا راجح ہونا ثابت ہوا تو قیاس اول کا تالم ہونا یقین ہو گیا اور معلوم ہوا کہ اوس سے حکم ثابت نتھا
پس جب ثابت نتھا تو رفع کس شی کا ہوگا چنانچہ تحقیق وغیرہ مین مصرح ہی مخفی نرہے کہ منکرین سنیت
فعل صحابہ کرام کا اس مقام پر بہت بڑا شبہہ یہ ہی کہ حدیث مذکور سے سنیت ثابت نہین ہوتی
کیونکہ علیکم امر ہی اور امر واسطے وجوب کے آتا ہی یا استحباب کے مفید سنیت کسی نے نہین لکھا اسوقت
اس اعتراض کے جواب مین ہم اسقدر کہتے ہین کہ اگر اس شک سے مواظبت خلفاء راشدین کا
سنت ہونا ثابت نہین ہوگا تو مواظبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی سنت ہونا ثابت نہوگا
اگر کوئی اوسے ثابت کریگا تو انشاء اللہ ہم اسے بھی ثابت کر دینگے اور جس آیت و حدیث سے مواظبت

رسول اللہ کی سنیت پر استدلال کیا گیا ہی اوس سے ثبوت نہین ہو سکتا ہی کیونکہ اول استدلال آیت
ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا سے ہی اور اسپر وہی اعتراض ہوتا ہی جو ہمارے استدلال پر
کیا گیا ہی یعنی خذوہ صیغہ امر ہی اور امر سے وجوب ثابت ہوتا ہی یا استحباب اور غرض اثبات سنیت ہی
وہ ثابت نہو ئی علاوہ اسکے اس آیت سے مواظبت فعلی کا تو وجوب و استحباب بھی ثابت نہین ہوتا
کیونکہ ما اتاکم کے معنی ما امرکم ہین فی المسلم المعنی ما امرکم لمقابلتہ ما نہاکم انتہی دوسرا استدلال آیت لقد
کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ سے ہی یہ بھی منقوض ہی کیونکہ اس آیت سے وجوب تاسی اور اقتدا
سمجھا جاتا ہی نہ سنیت چنانچہ مسلم مین وجوب تاسی پر اس آیت سے استدلال کیا ہی اور اوسکے شرح
فواتح الرحموت مین اوسکی تقریر اسطرح کی ہی وقد تقرر بان مفاد الآیۃ ان من کان مومنا باللہ والیوم الآخر
لہ اسوۃ حسنۃ وہو یستلزم ان من لیس لہ اسوۃ حسنۃ لیس یومن باللہ والیوم الآخر فیکون
عدم الاسوۃ ملزوما لعدم الایمان فیکون حراما فیکون الاسوۃ واجبۃ انتہی تیسرا استدلال اس حدیث سے
ہی من ترک سنتی لم ینل شفاعتی اس سے استدلال کرنا تو عجیب خوش فہمی ہی کیونکہ ایک معنی تو
اسکے یہ ہو سکتے ہین کہ جسنے طریقہ اسلام کہ طریقہ رسول اللہ ہو چھوڑا وہ شفاعت سے محروم ہی
اور ظاہر معنے جسمین کچھ تکلف کی حاجت نہین ہی یہی معنی ہین اگر یہ معنی کہین جائین تو آپ کے
مدعا سے کیا ربط ہوگا اور اگر سنتی سے مراد افعال رسول اللہ لیے جائین تو کون سے افعال مراد
لیے جائینگے آیا وہ افعال جنکا عدم ترک واجب ہی اور ترک اونکا حرام یا مکروہ تحریمی یا وہ افعال جنکا
عدم ترک مندوب ہی اور ترک اونکا مکروہ و ترک اولے اگر اول معنی مراد ہین تو عدم نیل شفاعت کے
کیا معنے کیونکہ اس تقدیر پر ترک سنت کے معنے ترک واجب کے ہونگے اور ترک واجب
غایۃ الامر گناہ کبیرہ کہا جاوے اور مرتکب کبیرہ کے لیے یہ وعید نہین ہو سکتی کیونکہ حضرت
خود فرماتے ہین شفاعتی لاہل الکبائر پس جب اول معنی صحیح نہوے تو معنے ثانی بطریق
اولی صحیح نہونگے اور اگر تاویلات کو دخل دیکر معنی درست بھی کیے گئے تو مستدل
کے لیے کچھ مفید نہوگا کما لایخفے علے من لہ درایۃ سلیمۃ —

۱۲ استدلال آیت اسوۃ حسنۃ اور القول منقوض ہین ۱۲ منہ

فصل دوم در اثبات سنیت نفس تراویح

مخفی نرہے کہ نفس تراویح بدلائل علم اصول وباقوال جمہور علماے فحول سنت مؤکدہ ہے دلیل اول مواظبت صحابہ واضح ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان یعنی تراویح کے نہایت ترغیب وتحریص دیا کرتے تھے اور بہت کچھہ ثواب موعود فرمایا کرتے تھے اور تین یا چار شب آپ نے جماعت بھی اسکی صحابہ کے ساتھہ پڑھی و پھر اس خوف سے کہ کہین فرض ہو جاے ترک فرمایا اور صحابہ سے کہدیا کہ اپنے اپنے گھرونمین پڑھ لیا کرو اسواسطے صحابۂ کرام اپنے اپنے گھرون مین علیحدہ علیحدہ تراویح پڑھتے رہے پھر حضرت عمرؓ نے سنہ ۱۴ چودہ ہجری مین اجتماع کا امر فرمایا صحابہ نے بلا عذر قبول کیا جب سے جماعت کو قرار اور دوام رہا یہ مضمون احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ مین آیا ہی چنانچہ صحیح مسلم مین ہی عن ابی ہریرۃ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرغب في قيام رمضان من غير ان يامرهم فيه بعزيمة فيقول من قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم والامر على ذلك ثم كان الامر على ذلك في خلافة ابي بكر الصديقؓ وصدرا من خلافة عمرؓ على ذلك وعن عايشةؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى في المسجد ذات ليلة فصلى بصلاته ناس ثم صلى من القابلة فكثر الناس ثم اجتمعوا من الليلة الثالثة او الرابعة فلم يخرج اليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما اصبح قال قد رايت الذي صنعتم فلم يمنعني من الخروج اليكم الا اني خشيت ان يفرض عليكم قال وذلك في رمضان انتهى امام نووی نے لکھا ہی قوله فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ معناه استمر الامر هذه المدة على ان كل واحد يقوم رمضان في بيته منفردا حتى انقضى صدر من خلافة عمرؓ ثم جمعهم على ابي بن كعب فصلى بهم جماعة واستمر العمل على فعلها جماعة وقد جاءت هذه الزيادة في صحيح البخاري في كتاب الصيام انتهى ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین ہی واذا اجمع الصحابة مع عمرؓ على ذلك زال عنه اسم البدعة اور بعد اسکے حضرت عایشہؓ کا قول نقل کرکے لکھا ہی واستدل به على ان الافضل في قيام شهر رمضان ان يفعل في المسجد في جماعة لكونه صلى الله عليه وسلم صلى معه ناس في تلك الليالي

واقرهم علی ذلک انما ترکه لمعنی وقد امن بوفاته صلی الله علیه وسلم وهو خشیة الافتراض وبهذا قال الشافعی
وجمهور اصحابه وابو حنیفة واحمد وبعض المالکیة وقد روی ابن ابی شیبة فعله عن علی وابن مسعود وابی
بن کعب وسوید بن غفلة وغیرهم وامر به عمر بن الخطاب واستمر علیه عمل الصحابة رضی الله عنهم وسائر المسلمین
وصار من الشعائر الظاهرة کصلوٰة العید انتهی فاضل زرقانی نے شرح موطا مین لکھا ہی وقال ابن
عبد البر لم یسن عمر الا ما رضیه صلی الله علیه وسلم ولم یمنعه عن المواظبة علیه الا خشیة ان یفرض علی
امته وکان بالمؤمنین رؤفا رحیما فلما امن ذلک عمر اقامها واحیاها فی سنة اربع عشرة من الهجرة
الی ان قال فابتدعه عمر وتابعه الصحابة والناس الی هلم جرا واذا اجمع الصحابة علی ذلک زال عنه اسم البدعة
انتهی ملخصا محلی شرح موطا مین ہی ثم جمعهم عمر علی ابی بن کعب فصلی بهم جماعة واستمر العمل علی فعلها جماعة
انتهی الحاصل بے شایبہ شک وریب تراویح پر استمرار اور دوام صحابہ کرام کا ثابت ہی اور جب
استمرار ودوام ثابت ہوا تو بمقتضائے اصول حنفیہ تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت ہوا کیونکہ
فصل اول مین ثابت ہو چکا ہی کہ جس فعل پر صحابہ کرام مواظبت فرمائین وہ فعل سنت مؤکدہ ہے

دلیل دوم جماعت تراویح بقول صحیح سنت مؤکدہ کفایہ ہی اور جب جماعت تراویح سنت مؤکدہ
ہوئی تو نفس تراویح بھی لامحالہ سنت مؤکدہ ہوگی جماعت تراویح کی سنت ہونے کے لیے کئی
دلیلین ہین منجملہ اونکے دو یہان بیان ہوتی ہین اول یہ کہ صحیحین مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی الله
علیہ وسلم نے جماعت تراویح کی پڑھی اور بعد تین یا چار شب کے بخوف فرضیت ترک فرمایا
اور باتفاق جماعت تراویح آنحضرت پر فرض نہ تھی بلکہ نفل تھی اور آپ کا عبادت نافلہ کو بعذر
ترک فرمانا مواظبت حکمی ہی وکل نفل واظب علیه النبی ولو حکما فهو سنة مؤکدة اور اس دلیل کی طرف
بعض علمانے اشارہ بھی کیا ہی علامہ حلبی نے غنیة المستملی مین جماعت تراویح کی سنیت بیان کرکے
لکھا ہی والظاهر سندهم کون النبی صلی الله علیه وسلم صلی بمن اقتدی به بعض اللیالی وبین العذر
فی ترک المواظبة علی ذلک وهو خوف الافتراض الی ان قال فقد ثبت انه علیه السلام صلاها
جماعة علی سبیل التداعی ولم یجر بها مجری سائر النوافل وانما عدم المواظبة لذلک العذر انتهی

اور دوسری یہ دلیل ہی کہ جماعت تراویح پر باذن حضرت عمرؓ صحابۂ کرام نے مواظبت فرمائی کما
اخرجہ البخاری وابن حبان من حدیث عبدالرحمن بن عبدالقاری اور اسی جماعت کے بارے میں
قسطلانی نے لکھا ہی وقد روی ابن ابی شیبہ فعلہ عن علی وابن مسعود وابی بن کعب وسوید بن غفلہ
وغیرہم وامر بہ عمر بن الخطابؓ واستمر علیہ عمل الصحابۃ رضی اللہ عنہم اور مواظبت صحابہ موجب
سنیت ہی جیسا کہ پہلی فصل میں ثابت ہوا اور اسی وجہ سے علمائے محققین جماعت تراویح کے
سنت ہونے کی تصریح کرتے ہیں فی منحۃ السلوک الجماعۃ فیہا ای فی التراویح سنۃ علی الکفا
ہذا عند الجمہور حتی لو ترک اہل المسجد کلہم اساؤا انتہی وفی مفاتیح الجنان واما الجماعۃ فیہا فالصحیح انہا
سنۃ علی الکفایۃ حتی لو ترکہا اہل المسجد کلہم فقد اساؤا انتہی وفی النہر الفائق وسن فی رمضان
عشرون رکعۃ بجماعۃ وہو ظاہر فی انہا علی الاعیان وہو قول المرغینانی والصحیح الذی علیہ العامۃ
انہا علی الکفایۃ حتی لو ترکہا کل اہل المسجد اثموا انتہی وفی البحر الرائق ان الصحیح انہا فی التراویح سنۃ
علی الکفایۃ نص فی جامع الفقہ علی انہا فیہا واجبۃ وہو غریب انتہی وفی نور الایضاح وصلوتہا
بالجماعۃ سنۃ علی الکفایۃ وفی حاشیۃ شیخ الاسلام علی شرح الوقایہ اعلم انہ لو ترک الجماعۃ فی التراویح
قال بعضہم یکون مسیئا وقال اکثرہم الجماعۃ سنۃ علی الکفایۃ فان ترک اہل المسجد کلہم الجماعۃ فقد اساؤا
انتہی وفی کمال الدرایۃ شرح مختصر الوقایۃ وفی المحیط التراویح بالجماعۃ سنۃ فمن ترک التراویح بالجماعۃ
وصلاہا فی البیت فقد اساء عند بعضہم والصحیح ان اقامتہا بالجماعۃ سنۃ علی الکفایۃ حتی لو ترک اہل المسجد
کلہم اساؤا واثموا انتہی وفی منیۃ المصلی واقامتہا بالجماعۃ سنۃ ایضا
علی سبیل الکفایۃ حتی لو ترک اہل المسجد کلہم الجماعۃ وصلوا فی بیوتہم فقد ترکوا السنۃ
وقد اساؤا فی ذلک انتہی وفی منح الغفار والجماعۃ فیہا سنۃ علی الکفایۃ کما صححہ فی الخانیۃ
والمحیط واختارہ فی الہدایۃ وہو قول اکثر المشایخ علی ما فی الذخیرۃ وہو قول الجمہور کما فی
بعض المعتبرات حتی لو ترک اہل المسجد کلہم الجماعۃ فقد اساؤا انتہی وفی الدر المختار
والجماعۃ فیہا سنۃ علی الکفایۃ فی الاصح فلو ترکہا اہل المسجد اثموا انتہی وفی الطحطاوی

قولہ سنۃ کفایۃ فی الاصح صححہ صاحب المحیط والغایۃ واختارہ فی الہدایۃ وہو قول اکثر المشائخ
رحمہ اللہ تعالی وقال ظاہرہ انہا سنۃ کفایۃ فی کل مسجد والذی فی البحر والنہر حتی لو ترکہا
اہل المسجد اثموا بالتعریف آہ انتہی وفی رد المحتار افاد ان اصل التراویح سنۃ عین فلو ترکہا واحد
کرہ بخلاف صلوتہا بالجماعۃ فانہا سنۃ کفایۃ فلو ترکہا الکل اساؤا الی ان قال والصحیح قول الجمہور
انہا سنۃ کفایۃ وتمامہ فی البحر انتہی وفی الفتاوی البابرتیۃ اما جماعۃ در تراویح سنت علی الکفایۃ
است تا آنکہ اہل مسجد ترک کنند گنہگار باشند انتہی آن عبارات سے معلوم ہوا کہ جماعت تراویح
بقول صحیح سنت مؤکدہ ہی جب مقتضاے دلیل بھی ٹھہرا اور قول جمہور بھی یہی قرار پایا
تو جو لوگ قائل استحباب ہین اونکا قول قابل سماعت نہین جسطرح بعض وجوب کیطرف گئے ہین
اسیطرح بعض استحباب کے قائل ہوے ہین یا اس قول کی تاویل کرکے یون کہین کہ قائلین
استحباب کی غرض یہ ہی کہ بعد ادا کرنے بعض اہل محلہ کے باقی پر جماعت تراویح مستحب ہی
اور تارک اوسکا تارک فضیلت ہی نہ تارک سنت اس تقدیر پر اس قول کا مآل وہی ہوگا جسطرف
جمہور گئے ہین اور کلام متقدمین ہین ایسی تاویلین کچھہ بعید نہین بلکہ اس سے بھی ضعیف ضعیف تاویلین
ہوتی ہین جیسا کہ ناظرین کتب پر ظاہر ہی یہان تک محقق اور مبرہن ہوا کہ جماعت تراویح سنت
مؤکدہ ہی اور اس سے تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا اسطرح لازم آجائیگا کہ جماعت نماز کا ایک وصف
مکمل ہی کما حققہ الاصولیون فی بحث الاداء والقضاء ونحن نترکہ لغرابۃ المقام واطناب الکلام اب اگر
جماعت تراویح سنت ہو اور نماز تراویح مستحب ہو تو زیادتی وصف کی موصوف پر لازم آئیگی
اور یہ باطل ہی دوسرے یہ کہ حصول جماعت تراویح بدون نفس نماز تراویح کی ممکن نہین اور اصول مین
ثابت ہی ان ما لا یتم الواجب الا بہ واجب اور جماعت تراویح سنت ہی اور اوسکی سنیت بغیر تراویح کے
تمام نہین ہوتی تو لا محالہ تراویح بھی سنت ہوگی اور اسیکی مؤکدات مین سے یہ قاعدہ اصولیین کا ہی
ان لازم الواجب واجب کذا قال الفاضل البہاری فی حاشیۃ المسلم اور اس قاعدہ سے
فقہا نے بہت سے مسائل متفرع کیے ہین چنانچہ دو مسئلے مین یہان نقل کرتا ہون اول یہ

فی شرح الوقایة لما كانت القراءة فی القعدة الاولی واجبة كانت القعدة الاولی واجبة ایضًا لا سنة
انتهى یعنی جب پڑھنا قعدۂ اولی مین واجب ہوا تو قعدۂ اولی بھی واجب ہوگا نہ سنت دوسرا
یہ ہی فی الطحطاوی القعود الذی بعد سجود السهو واجب لا فرض لانه یرفع التشهد لا القعدة ومعلوم
ان التشهد یستلزم القعدة فهی واجبة انتهى وهكذا فی رد المحتار یعنی قعدہ بعد سجدہ سہو کے واجب ہے
فرض نہین کیونکہ سجدۂ سہو سے تشہد جاتا رہا قعدہ نہین گیا اور ظاہر ہی کہ تشہد مستلزم ہی قعدہ کو
پس قعدہ واجب ہوا **دلیل سوم سنیت تراویح** واضح ہو کہ نماز تراویح کا عین تہجد ہونا یا غیر ہونا
مختلف فیہ ہی بعض عینیت کے قائل ہین اور بعض غیریت کے قول ثانی محقق اور مدلل معلوم ہوتا ہی اسواسطے
کہ تہجد وہ نماز ہی کہ بعد سونے اوٹھنے کے پڑھی جاے چنانچہ اوسکے معنی اسپر شاہد ہین شیخ زادہ نے تفسیر بیضاوی کے
حاشیہ مین لکھا ہی والمعروف من كلام العرب ان الهجود عبارة عن النوم بالليل يقال هجد فلان اذا نام بالليل
ثم رأينا فی عرف الشرع انه يقال لمن انتبه بالليل من نومه قام الى الصلوة انه متهجد وجب ان يقال سمي ذلك تهجدا من حيث
انه القى الهجود عن نفسه انتهى اور ایسا ہی شیخ سلیمان الجمل تفسیر فتوحات الٰہیہ مین لکھتے ہین اور تفسیر ثمرات الیانعہ مین ہے
والتهجد هو القيام بعد النوم روى هذا عن علقمة والاسود وعليه اكثر المفسرين انتهى اور امام رازی اپنی تفسیر مین ازہری سے
نقل کرتے ہین واما الازهری فانه توسط فی تفسير هذا اللفظ وقال المعروف فی كلام العرب ان الهاجد هو النائم
ثم رأينا ان فی عرف الشرع يقال لمن قام من النوم الى الصلوة انه متهجد فوجب ان يحمل هذا على انه سمى
متهجدا لالقائه الهجود عن نفسه انتهى اور علامہ ابوسعود اپنی تفسیر مین لکھتے ہین فتهجد به اى ازل
والق الهجود اى النوم فان صيغة التفعل تجيء للازالة كالتحرج والتحنث والتأثم ونظائرها انتهى یہ نقول
اس امر پر شاہد ہین کہ تہجد وہ نماز ہی کہ سونے کے بعد پھر اوٹھکر پڑھی جاے اور یہی تحقیق علامہ ابن
عابدین نے رد المحتار مین کی ہی اوسکی عبارت یہ ہی قال فی البحر فمنها ما فی صحيح مسلم مرفوعا افضل الصلوة
بعد الفريضة صلوة الليل وروى الطبرانی مرفوعا لابد من صلوة بليل ولو حلب شاة وما كان بعد صلوة
العشاء فهو من الليل وهذا يفيد ان هذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلوة العشاء قبل النوم الخ قلت قد صرح
بذلك فی الحلية [illegible] صلوة الليل المحثوث عليها هی التهجد [illegible]

من الشافعیة انہ فی الاصطلاح التطوع بعد النوم و ایدہ ما فی معجم الطبرانی من حدیث الحجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ
قال یحسب احدکم اذا قام من اللیل یصلی حتی یصبح انہ قد تہجد انما التہجد المرء یصلی الصلوۃ بعد رقدۃ غیر ان
فی اسنادہ ابن لہیعۃ وفیہ مقال لکن الظاہر رجحان حدیث الطبرانی الاول لانہ تشریع قولی من الشارع
صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف ہذا وبہ انتفی ما عن احمد من قولہ قیام اللیل من المغرب الی طلوع الفجر اقول الظاہر
ان حدیث الطبرانی الاول بیان لکون وقتہ بعد صلوۃ العشاء حتی لو نام ثم تطوع قبلہا لا یحصل السنۃ
فیکون حدیث الطبرانی الثانی مفسر اللاول وہو اولی من اثبات التعارض و الترجیح لان فیہ ترک العمل
باحدہما ولانہ یکون جاریا علی الاصطلاح ولانہ المفہوم من اطلاق الآیات فی الاحادیث ولان التہجد ازالۃ
النوم بتکلف مثل تاثم ای تحفظ عن الاثم نعم صلوۃ اللیل اعم من التہجد وبہ یجاب عما اورد علی قول الامام احمد
ہذا ما ظہر لی واللہ اعلم انتہی جب یہ ثابت ہوا کہ نماز تہجد وہ ہی کہ بعد سو نیکے پڑھی جاتی ہی اور تراویح
مین یہ قید نہین تو معلوم ہوا کہ یہ دونون نمازین متغائر ہین اور تراویح مین اس قید کا نہونا اس وجہ سے
ہی کہ حضرت کا اور صحابہ کرام کا اس نماز کو اول شب مین پڑھنا ثابت ہی چنانچہ ابو ذر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی وقال صمنا مع رسول صلی اللہ علیہ وسلم فلم یقم بنا حتی بقی سبع من الشہر فقام بنا حتی ذہب
ثلث اللیل ثم لم یقم بنا فی السادسۃ فقام بنا فی الخامسۃ حتی ذہب شطر اللیل فقلت یا رسول اللہ لو
نفلتنا بقیۃ لیلتنا ہذہ قال انہ من قام مع الامام حتی ینصرف کتب اللہ لہ قیام لیلۃ
ثم لم یقم بنا حتی بقی ثلث من الشہر فقام بنا فی الثالثۃ وجمع اہلہ ونسائہ حتی تخوفنا ان یفوتنا الفلاح قلت
وما الفلاح قال السحور رواہ ابو داود والنسائی وابن ماجۃ واحمد وقال الترمذی ہذا حدیث صحیح اور دوسری
روایت ابو طلحہ سے اسطرح ہی قال سمعت النعمان بن بشیر علی منبر حمص یقول قمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی شہر رمضان لیلۃ ثلث وعشرین الی ثلث اللیل الاول ثم قمنا معہ لیلۃ خمس وعشرین الی نصف
اللیل ثم قمنا لیلۃ سبع وعشرین حتی ظننا ان لا ندرک الفلاح رواہ النسائی الخ ان دونون روایتون سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اول شب مین قیام رمضان کرنا ثابت ہوا اور صحابہ کا اول
شب مین پڑھنا تو مشہور و معروف ہی صحیح بخاری مین بھی اسکی روایت موجود ہی اسلیے اوسکی نقل کی

حاجت نہین اگر کسیکو یہ شک ہو کہ ظاہراً ان روایتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعض شب حضرت نے صبح تک بھی نماز پڑھی اور یہ نماز تو تہجد کے غیر تھی اس سے تہجد کا ترک کرنا باوجود فرض ہونیکے لازم آتا ہی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ اعتراض اس تقدیر پر ہی کہ تہجد کو منسوخ نمانا جاے اور جبکہ تو آئندہ اوسکی منسوخیت ثابت کی ہی پس ہمپر یہ اعتراض وارد نہین ہوتا اور اسی طرح ان فقہا کے قول سے مغایرت ظاہر ہوتی ہی جو نماز تہجد کو مندوبات سے قرار دیتے ہین اور تراویح کو سنت موکدہ کہتے ہین جیسا کہ صاحب تاتارخانیہ او غنیۃ المستملی وغیرہما کہ یہ صاحب نماز تہجد کو مستحب اور تراویح کو سنت موکدہ کہتے ہین اور اسیطرح امام ابن ہمام کے قول سے مغایرت ثابت ہوتی ہی کیونکہ امام موصوف تراویح کی آٹھ رکعت کو بلا تردد سنت کہتے ہین اور تہجد کی سنیت مین متردد ہین چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہین وقد تردد المحقق فی فتح القدیر فی کونہ سنۃ او مندوبا الخ اگر تراویح اور تہجد ایک ہی تھی تو ایک مین تیقن اور ایک مین تردد کے کیا معنی اور خاتم المحدثین رئیس المفسرین آیۃ من آیات اللہ مولانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہما نے بھی یہی فرمایا ہی اونکا قول یہ ہی پس وجہ تطبیق درمیان این روایات کہ صریح دلالت بر زیادت کمی وکیفی نماز آنحضرت در رمضان بر غیر آن میکنند و دران روایت کہ نفی زیادت میکند ہمین ست کہ آن روایت محمول بر نماز تہجد ست کہ در رمضان وغیر رمضان یکسان بود وغالبا بعدد یازدہ رکعت مع الوتر میرسد دلیل برین حمل آنست کہ راوی این حدیث کہ ابو سلمہ است در تتمہ این روایت میگوید کہ قالت عائشۃ فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنام قبل ان توتر قال یا عائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی کذا رواہ البخاری ومسلم وظاہر است کہ نوم قبل از وتر در نماز تہجد متصور میشود نہ در غیر آن و روایات زیادت محمول بر نماز تراویح است کہ در عرف آن وقت بقیام رمضان مسمی بود نتہی پس جب ثابت ہوا کہ نماز تراویح نماز تہجد کی غیر ہی تو ظاہر ہوا کہ یہ نماز نفل تھی کیونکہ بعد نماز عشا تا طلوع صبح صادق ماسواے تہجد کے کسی کے نزدیک آنحضرت پر اور کوئی نماز فرض نہین ہوئی تھی اور تحریر سابق سے مواظبت حکمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح پر ثابت ہی اور جس عبادت نافلہ پر حضرت مواظبت فرمائین وہ سنت موکدہ ہوتی ہی پس تراویح سنت موکدہ

ہوئی اور اگر تراویح کو عین تہجد مانین اور بقول محقق فرضیت تہجد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ
قرار دین جب بھی ہمارا مدعا ثابت ہی اگرچہ اصول مین حنفیہ کا یہ مسلک نہین ہی مگر مقتضاے دلیل یہی ہے
کہ جسطرح فرضیت تہجد امت سے منسوخ ہو گئی اسیطرح آنحضرت سے منسوخ ہونی چاہیے اور امام نووی نے
تحقیق حدیث حضرت عایشہ کے تحت مین لکھی ہین کہ یہ حدیث مقتضی ہی کہ فرضیت تہجد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے منسوخ ہو گئی وہ حدیث یہ ہی سعد بن ہشام کہتے ہین فقلت انبئنی عن قیام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقالت الست تقرأ یا ایہا المزمل قلت بلی قالت فان اللہ عز وجل افترض قیام اللیل
فی اول ہذہ السورۃ فقام نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ حولا وامسک اللہ خاتمتہا اثنی عشر شہرا
فی السماء حتی انزل اللہ فی آخر ہذہ السورۃ التخفیف فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضۃ الخ رواہ مسلم اور
نووی شارح مسلم اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین قولہا فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضۃ ہذا ظاہرہ
انہ صار تطوعا فی حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والامۃ فاما الامۃ فہو تطوع فی حقہم بالاجماع واما النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فاختلفوا فی نسخہ فی حقہ والاصح عندنا نسخہ واما ما حکاہ القاضی عیاض عن بعض السلف
انہ یجب علی الامۃ من قیام اللیل ما یقع علیہ الاسم ولو قدر حلب شاۃ فغلط ومردود باجماع من قبلہ
مع النصوص الصحیحۃ انہ لا واجب الا الصلوات الخمس انتہی اور محلی شرح موطا مین ہی قد اختلف فی
صلوۃ اللیل فذہب طائفۃ الی انہا فرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ کلام الاصولیین من الحنفیۃ
وبہ قال اکثر الشافعیۃ تمسکا بقولہ تعالی قم اللیل الا قلیلا وقال طائفۃ بقولہ تعالی ومن اللیل فتہجد بہ
نافلۃ لک وصحح النووی انہ نسخ عنہ التہجد کما نسخ عن الامۃ ونقلہ الغزالی عن نص الشافعی وقال الاولون
المراد بالنافلۃ الزائدۃ علی الفرض علی غیر ذلک وربما یعطی التقیید الحجر وذلک لکن فی مسلم وابی داؤد عن عائشۃ
ان اللہ فرض قیام اللیل فی اول ہذہ السورۃ یعنی المزمل فقام صلی اللہ علیہ وسلم حولا وامسک اللہ خاتمتہا
اثنی عشر شہرا فی السماء حتی انزل اللہ تعالی فی آخر ہذہ السورۃ التخفیف فصار قیام اللیل تطوعا بعد
فریضۃ فہذا یقتضی نسخ وجوبہ عنہ انتہی اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر مین اس حدیث کے تحت مین
لکھا ہی فہذا یقتضی انہ نسخ وجوبہ عنہ انتہی اور فاضل زرقانی نے شرح موطا مین لکھا ہے

ماجاء في صلوة الليل من افضل نوافل الخير المستحبة المرغب فيها الى ان قال واختار ابن عبد البر انه
سنة لمواظبته عليه صلى الله عليه وسلم قال وقول قوم انها واجبة عليه لا وجه له بقوله ومن الليل فتهجد
به نافلة لك اى فضيلة انتهى اور علامہ شامی نے حاشیہ شامیہ مین بیان صلوة الليل مین ابن ہمام
کے قول کا ملخص یون بیان کیا ہی لکن صرح ما فی مسلم وغیرہ عن عائشة انه كان فريضة ثم نسخ هذا خلاصة ما ذكره
ومفاده اعتماد السنية في حقنا لانه صلى الله عليه وسلم واظب عليه بعد نسخ الفرضية ولذا قال في الحلية
والاشبه انه سنة انتهى یہان سے معلوم ہوا کہ محققین حنفیہ مقر ہین اسبات کے کہ مقتضا اس حدیث کا
یہی ہی کہ فرضیت تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہو گئی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رض
بھی اسیکے قائل ہین امام رازی تفسیر کبیر مین تحریر کرتے ہین قال ابن عباس ان قيام الليل كان فريضة
على رسول الله بقوله قم الليل وظاهر الامر للوجوب ثم نسخ واختلفوا في سبب النسخ على وجوه الخ اور یہ بات
کسیطرح ثابت نہین ہوئی کہ امت سے منسوخ ہو جاوے اور آنحضرت پر باقی رہے جو وجوہ علما نے تہجد
کے منسوخ ہونے مین نقل کیے ہین اون مین سے کوئی وجہ ایسی نہین ہی کہ خصوصیت امت کی سمجھی
جاوے الحاصل کسی دلیل سے منسوخ نہونا تہجد کا آنحضرت سے معلوم نہین ہوتا بلکہ آیت وحدیث
اور اقوال علما سے منسوخیت ثابت ہوتی ہی اقوال علما اور حدیث کا ذکر تو اوپر گذرا اور آیت
قرآنی یہ ہی فتہجد به نافلة لك اور اگر نافلة لك کے معنی یہ ہوتے کہ فريضة زائدة على فرائضك تو چاہیے
تھا کہ علیک ہوتا لک نہوتا چنانچہ امام بغوی لکھتے ہین وذهب قوم الى ان الوجوب صار منسوخا في حقه
كما في حق الامة فصارت نافلة وهو قول مجاهد وقتادة لان الله تعالى قال نافلة لك ولم يقل عليك
انتہی اب مین باتباع صاحب مدا دکہتا ہون کہ اگرچہ نسخ فرضیت قول جمہور نہو بلکہ قول بعض ہو
مگر چونکہ مقتضاے دلیل یہی ہی لہذا ہم اسیکو اختیار کرتے ہین صاحب امداد الفتوی نے صفحہ ۱۱
مین لکھا ہی اصل ہشتم یہ ہی کہ معیار مسائل دینیہ اصول شرع ہین نہ قول اکثر الخ الحاصل تراویح
عین تہجد سہی یا غیر سنت ہونا اوسکا بمقتضاے مواظبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثابت ہوا اس دلیل مین مواظبت صحابہ کو اصلا دخل نہین ہی اگر بالفرض مواظبت صحابہ

موجب سنیت ہو تو یہی تراویح کے سنت ہونے مین کچھہ شک نہین ؛

فصل سوم در اثبات سنت بست رکعت تراویح

نفس تراویح کا سنت ہونا تو بدلائل واضحہ مبرہن کیا اب بعونہ تعالیٰ بیس رکعت کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت کیا جاتا ہی واضح کہ عدد بیس رکعت کا تراویح مین اسلیے سنت ہی کہ مواظبت بنفسہ صحابۂ کرام کی باذن خلفاء راشدین اس عدد پر ثابت ہی اور اجماع صحابہ اسی عدد پر قرار پایا ہی اور یہی عدد سلف سے خلف تک معمول ہی اور مختار رہا چنانچہ کتب حدیث و فقہ مین مصرح ہی اور جس شئے پر دلیل سنیت اجماع صحابہ قرار دی ہی اور کہا ہی التراویح سنة مؤكدة باجماع الصحابة اونکی غرض یہ ہی کہ باتفاق صحابہ تراویح پر دوام اور قرار رہا اور مواظبت صحابہ موجب سنیت ہی جیسا کہ شروع کتاب مین کما حقہ ثابت ہو چکا اونکی غرض یہ نہین ہی کہ تمام صحابہ نے تراویح کو سنت مؤکدہ کہا ہی جیسا کہ ہمارے بعض معاصر سمجھے ہین اب یہان سے احادیث صحیحہ اور اقوال علماء کبار منقول ہوتے ہین جس سے میرے دعوے کا ثبوت کما ینبغی روشن ہوجائیگا الاحاديث الصحيحة منها ما في مصنف ابن ابی شيبة عن عبد العزيز بن رفيع قال كان ابی بن كعب يصلی بالناس بالمدينة عشرين ركعة واليضا فيه عن عطاء قال ادركت الناس يصلون ثلث وعشرين ركعة بالوتر واليضا فيه عن ابی البختری انه كان يصلی خمس ترويحات فی رمضان بالليل بعشرين ركعة ويوتر بثلاث ويقنت قبل الركوع واليضا فيه عن عمر بن الخطاب امر رجلا يصلی بالناس عشرين ركعة اليضا فيه ان عليا امر رجلا يصلی بهم فی رمضان عشرين ركعة ومنها ما رواه البيهقی فی معرفة السنن باسناد صحيح عن عبد الرحمن السلمی ان عليا دعا القراء فی رمضان فامر رجلا يصلی بالناس عشرين ركعة وكان علی يوتر بهم وعن السائب بن يزيد انهم كانوا يقومون علی عهد عمر بعشرين ركعة وفی عهد عثمان وعلی مثله ومنها ما رواه المالك فی الموطا عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرين ركعة انتهى ان آثار سے بخوبی واضح ہوا کہ صحابہ کرام کے عہد برکت مہد مین بیس رکعت تراویح کا معمول تھا اور خلفاے راشدین مین سے حضرت فاروق

اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اسیکا امر فرمایا پس بموجب فصل اول یہی عدد مسنون ٹھہرا
اور اسیکا تاکد ثابت ہوا وہو المدعی اقوال الفقہاء والمحدثین ارشاد الساری شرح صحیح بخاری
مین ایک حدیث نقل کرکے لکھا ہی ولم یذکر فی ہذا الحدیث عدد الرکعات التی کان یصلی بہا ابی والمعروف
وہو الذی علیہ الجمہور انہ عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات وذلک خمس ترویحات کل ترویحۃ اربع رکعات
بتسلیمتین غیر الوتر وہو ثلث رکعات وفی سنن البیہقی باسناد صحیح کما قال ابن العراقی فی شرح التقریب
عن ابن یزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب رض فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ وروی مالک
فی الموطا الخ وفی روایۃ احدی عشر رکعۃ وجمع البیہقی بینہما بانہم کانوا یقومون باحدی عشرۃ رکعۃ ثم بعشرین
واوتروا بثلث وقد عدوا ما وقع فی زمن عمر رض کالاجماع انتہی ابن عبد البر نے شرح موطا مین روایت گیارہ
رکعت تراویح کی نقل کرکے لکھا ہی وروی غیر مالک فی ہذا الحدیث احد وعشرون وہو الصحیح ولا اعلم احدا
قال فیہ احدی عشرۃ الا مالکا ویحتمل ان یکون ذلک اولا ثم خفف عنہم طول القیام ونقلہم الی
احدی وعشرین الا ان الاغلب عندی ان قولہ احدی عشرۃ وہم انتہی اور محلی شرح موطا
مین روایت یزید بن رومان سکے بعد لکھا ہی قال البیہقی والثلث ہو الوتر ولا نیا فیہ الروایۃ السابقۃ
احدی عشرۃ رکعۃ فانہ وقع اولا ثم استقر الامر علی عشرین فانہ المتوارث انتہی اور امام ابن ہمام نے
فتح القدیر مین بیس رکعت کی روایت موطا اور بیہقی سے نقل کرکے لکھا ہی قال النووی فی الخلاصۃ
اسنادہ صحیح وفی الموطا روایۃ باحدی عشرۃ رکعۃ وجمع بینہما بانہ وقع اولا ثم استقر الامر علی عشرین
فانہ المتوارث انتہی عینی شرح کنز مین ہی ولنا ما رواہ البیہقی باسناد صحیح کانوا یقومون علی عہد
عمر بن الخطاب بعشرین رکعۃ وعلی عہد عثمان وعلی رض مثلہ فصار اجماعا قال العلامۃ الحلبی فی شرح
منیۃ المصلی ان التراویح عندنا عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات وہو مذہب الجمہور وعند مالک
ستۃ وثلثون رکعۃ احتجاجا بعمل اہل المدینۃ وللجمہور ما رواہ البیہقی عن السائب بن یزید الحدیث
وفی المغنی عن علی رض انہ امر رجلا ان یصلی بہم فی رمضان بعشرین رکعۃ قال وہذا کالاجماع انتہی
اور کفایۃ الشعبی مین ہی الامام اذا اتم التراویح بعشر تسلیمات وقام وشرع فی الحادی عشر

ثلث علیٰ ظن انہا عاشر ثم علم انہ زیادۃ فالواجب علیہ وعلی القوم ان یفسد ثم یقضون وحدانا
لان الصحابۃ اجمعوا علی ہذا المقدار فالزیادۃ علیہ محدث وکل محدث بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار
انتہی ارکان اربعہ میں ہے وموافقۃ الصحابۃ علی عشرین قرینۃ صحۃ ذلک انتہی ثابت بالسنۃ میں ہے
والذی استقر علیہ الامر واشتہر من الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم ہو العشرون انتہی اور ایسا ہی
شیخ نے فتح المنان میں لکھا ہے کشف الغمۃ میں ہے وکانوا یصلونہا فی زمان عمر رضی اللہ عنہ ثلاث
عشر رکعۃ وکان یقرأ بالمئین من الآیات حتی کان الناس یعتمدون علی العصا من طول القیام وکان
امامہم ابی بن کعب وتمیم الداری ثم ان عمرؓ امر بفعلہا ثلاثا وعشرین رکعۃ ثلاث منہا وتر واستقر الامر علی
ذلک انتہی طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا ہے وانما ثبت العشرون بمواظبۃ الخلفاء الراشدین
ماعدا الصدیقؓ الی ان قال وروی ابونعیم من حدیث عروۃ الکندی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ستحدث بعدی اشیاء فاحبہا الیّ ان یلتزموا ما احدث عمرؓ انتہی آن روایات سے ظاہر
اور ہویدا ہے کہ بیس رکعت تراویح پر عمل صحابہ قرار پایا اور خلفاء ثلاثہ کے عہد برکت مہد میں بھی
عدد معمول یہ رہا البتہ حضرت عمرؓ نے اولاً گیارہ رکعت کا امر فرمایا تھا مگر بعد اسکے بیس رکعت کا
حکم دیا اور اسی پر صحابہ کو دوام رہا پھر نہ کسی صحابی سے گیارہ پڑھنا منقول ہے اور نہ حضرت عمرؓ
کا امر فرمانا اور نہ کسی خلیفہ کا بلکہ حضرت علیؓ نے بھی بیس رکعت کا امر فرمایا چنانچہ روایت ابن ابی شیبہ
اور بیہقی سے معلوم ہوا سو یہ بھی بطور جمہور کے ہے ورنہ ابن عبد البر گیارہ کی روایت کو مستند
نہیں کہتا اوسکے نزدیک زمانہ خلفائے ثلاثہ میں بیس ہی پڑھی گئیں گیارہ ثابت ہی نہیں
بلکہ وہم راوی ہے چنانچہ شرح مؤطا سے یہ قول اوپر نقل کیا گیا اور ہو سکتا ہے کہ جمہور کے نزدیک
بھی اس روایت کا وہم مسلم ہو اور تطبیق دینا اس روایت کا بیس رکعت کی روایت سے
بنی اور تسلیم عدم وہم ہو اس تقدیر پر ابن عبد البر کا قول مطابق جمہور ہو جائیگا الحاصل
جب صحابہ کرام کی مواظبت اس عدد پر پائی گئی تو یہ عدد خاص سنت مؤکدہ ہوا باقی رہا یہ
کہ مواظبت خلفائے راشدین ثابت ہے یا نہیں اسکا حال یہ ہے کہ روایات مذکورہ بالا سے

مواظبت بنفسہ صراحۃً اگرچہ مفہوم نہین ہوتی اور نہ عدم مواظبت اس عدد معین پر روایت سے ثابت ہو
مگر قراین مین نظر انصاف غور کرنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت عمرؓ وغیرہ اسی عدد پر مواظبت
فرماتے ہون گے کیونکہ جب حضرت کی ترغیب بلیغ اور مواظبت حکمی تراویح پر ثابت ہی تو خلفاے
راشدین لامحالہ مواظبت فرماتے ہون گے اور جب بیس رکعت کا امر فرمانا بعض خلفا کا اور کسیکا
اختلاف ثابت نہونا ثابت ہی تو ظاہر ہی کہ جس عدد کا امر فرمایا ہی اوسی پر بنفس نفیس عمل کرتے ہونگے
کیونکہ اپنے حکم کے خلاف عمل کرنا نہایت بعید معلوم ہوتا ہی خصوصاً اوس وقت مین کہ تعداد
رکعت مین قیاس کو دخل نہو بلکہ سماع پر موقوف ہو اور اگر بسبب کسی عذر و مصلحت کے نکرتے
ہون تو امر آخر ہی اور بالفرض خلفاے راشدین کی مواظبت بنفسہ ثابت نہ بھی مگر مواظبت صحابۂ
کرام باذن خلفاے راشدین تو روایات مذکورہ سے ثابت ہی پس اسقدر ہمارے
ثبوت مدعا کے لیے کافی ہی کیونکہ فصل اول مین ہم بیان کر چکے ہین کہ مطلق مواظبت ہی سبب سنیت ہی
خواہ مواظبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا خلفاے راشدین اور مواظبت بالاذن ہو یا بنفسہ
ہو تنبیہ تقریر مذکورہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ بیس رکعت تراویح کا سنت ہونا مواظبت صحابہ سے
ثابت ہوا نہ مواظبت رسول اللہ سے مگر نظر دقیق اور فکر صائب اسبات کی شاہد ہی کہ اس تقریر سے صرف مواظبت
خلفا یا صحابہ ہی ثابت نہین ہوئی بلکہ مواظبت رسول اللہ بھی ثابت ہوئی گرچہ کسیطرح کی مواظبت ہو
یہ قرینہ ہو سکتا ہی اوس حدیث کی صحت کا جو ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت
کی ہی جس سے بیس رکعت تراویح رسول اللہ کا پڑھنا ثابت ہی وہ حدیث یہ ہی کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ بعشرین رکعۃ والوتر مگر بیہقی نے اسکی تضعیف کی ہی کیونکہ ایک راوی اوسکا
جد ابو بکر بن ابی شیبہ نقاد حدیث کے نزدیک ضعیف ہی راقم الحروف کہتا ہی کہ اس روایت کا من حیث الاسناد
مجروح ہونا مسلم مگر من حیث الدرایہ یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہی کیونکہ صحابہ کا اتفاق و خلفا کا ارشاد اسبات کا
مقتضی ہی کہ مضمون حدیث صحیح ہو اور اسکی دو وجہ ہین اول کہ تتبع حالات صحابہ سے ظاہر ہی کہ صحابۂ کرام
علی الخصوص حضرت عمرؓ تو احداث بدعت مین نہایت احتیاط تھی بلا ضرورت دینی کوئی امر ایجاد نہین کرتے تھے

کرتے تھے بلکہ جو کوئی نئی بات اختیار کرتا تو اوس سے بزجر و توبیخ پیش آتے تھے اور اس امر کی
تحقیق قدوۃ المحققین مولوی بشیر الدین صاحب نے غایۃ الکلام مین کی ہے مین چند روایتین بطور
شاہد یہان نقل کرتا ہون عن ابی بکر الصدیق رضی فی جمع المصحف قال قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعلہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر ہذا واللہ خیر فلم یزل یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلک ورایت فی
ذلک الذی رای عمر رواہ البخاری وہکذا عن زید بن ثابت وعن علی رض انہ خرج الی المصلی فرای قوما یصلون
فقال ما ہذہ الصلوۃ التی لم نعہدہا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ ابن محمود والموصلی فی الاختیار
واخرج ابن الساعاتی فی المجمع ان رجلا یوم العید اراد ان یصلی قبل صلوۃ العید فنہاہ علی رض فقال الرجل
یا امیر المومنین انی اعلم ان اللہ تعالی لا یعذب علی الصلوۃ فقال علی رض انی اعلم ان اللہ تعالی لا یثیب
علی فعل حتی یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او یحث علیہ فیکون صلوتک عبثا والعبث حرام فلعلہ تعالی
یعذبک لمخالفتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخرج الترمذی فی جامعہ عن ابن عبد اللہ بن مغفل
قال سمعنی ابی وانا فی الصلوۃ اقول بسم اللہ الرحمن الرحیم فقال لی ای بنی محدث ایاک والحدث قال ولم
ار احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ابغض الیہ الحدث فی الاسلام یعنی منہ الحدیث
وایضا اخرج الترمذی فی جامعہ عن عمارۃ بن رویبۃ وبشر بن مروان یخطب فرفع یدیہ فی الدعاء فقال
عمارۃ قبح اللہ ہاتین الیدیتین القصیرتین لقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یزید علی ان یقول
ہکذا واشار بسبابتہ اب مقام غور ہے کہ حضرت عمر رض جمع قرآن کے لیے فرمائین جو نہایت امر اہم اور ضروری
تھا اور صدیق اکبر رض اوس سے انکار کرین اور فرمائین کہ جو کام رسول اللہ نے نہین کیا ہم کیسے کرین اور جب
زید بن ثابت سے کہا گیا اونھون نے بھی انکار کیا اور یہی جواب دیا جیسا کہ روایات صحیحہ مین آیا ہے
پھر حضرت عمر رض نے بیس رکعت تراویح کا امر فرمایا باوجودیکہ یہ کوئی امر اہم اور ضروری نہ تھا مگر کسی نے نہ کہا
کہ ہم کیسے اوس کام کو کرین جسے رسول اللہ نے نہین کیا بلکہ اون کے امر کو تسلیم کیا اسیطرح حضرت علی نے
اوس نماز سے منع فرمایا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ تھی اور عذاب الٰہی سے ڈرایا یعنی
یہ جو تو نماز پڑھتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین پڑھی ایسا ہو کہ اللہ تعالی تجھے عذاب دے

۱۷ یہ روایت ابن ساعاتی کے مجمع البحرین مین نظر سے نہین گذری

۱۸ یہ روایت بعض نظر سے نقل کی ہے معنی کی صحت مین کلام ہی نہین ہوتا روایت مسلم بیس رکعت کی بعض اسناد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیہقی ۱۲ منہ

کیونکہ تو وہ فعل کرتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا اور یہی حضرت علیؓ ہین کہ بیس
رکعت کا امر فرماتے ہین پھر کیونکر خیال مین آسکتا ہی کہ یہ اکابر بلا ضرورت فعل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ترک کرکے ایک نئی بات اختیار کرتے الحاصل اس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ بیس رکعت کی سند
صحابۂ کرام کو پونہچی ہوگی جس سبب سے تمام صحابہ نے اوسکو قبول کیا اور اجماع سکوتی اسپر پایا گیا
کیونکہ کسی صحابہ سے انکار بیس رکعت پر منقول نہین گرچہ وہ روایت ہمکو نہ پونہچی اور جو پونہچی وہ بسبب
ضعف راوی کے کہ وہ راوی قطعًا صحابہ کے وقت مین نہ تھا مرتبۂ صحت سے گر گئی اگر یہی روایت
غیر صحیحہ قرن اول مین صحیح ہو تو کچھ بعید نہین عدم صحت اصطلاحی عدم صحت واقعی کو مستلزم نہین کما ہو
مصرح فی الاصول دوسری وجہ یہ ہی کہ تعیین رکعات بغیر سند ہرگز نہین ہوسکتی اور اسمین رائے کو دخل نہین
فتح المنان مین ایک نکتہ حلیمی سے بیس رکعت مقرر ہونے کا نقل کرکے لکھا ہی ولا یذہب علیک
ان تقدیر الاعداد من غیر سنۃ من جانب الشارع لا یجوز بمثل ہذہ النکتۃ التی ذکرہ الحلیمی فالظاہر انہ قد ثبت
عندہم صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما جاء فی حدیث ابن عباس فاختارہ عمر انتہی یہ مقدمہ بھی صاحب
امداد کی مسلمات مین سے ہی چنانچہ امداد السنۃ کے صفحۂ ۸۴ مین لکھتے ہین کہ تعیین عدد رکعات تو ان
چیزون مین سے ہی کہ قیاس کو اوسمین مدخل نہین جسقدر شارع سے ثابت ہی زیادت اور کمی اسپر روا نہین
انتہی اسوجہ سے امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے امر تراویح مین جو کچھ فرمایا وہ اونکی ایجاد
نہین بلکہ مستند بہ سنت ہی فی رد المحتار ذکر فی الاختیار ان ابا یوسف سال ابا حنیفۃ عنہا و ما فعلہ عمرؓ
فقال التراویح سنۃ مؤکدۃ ولم یتخرجہ عمر من تلقاء نفسہ ولم یکن فیہ مبتدعا ولم یامر بہ الا عن اصل لدیہ وعہد
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی وہکذا فی البحر الرائق وتعالیق الانوار وغیرہ الحاصل جب یہ معلوم ہوا
کہ بیس رکعت صحابہ کا پڑھنا بغیر سند کے نہ تھا اور زیادت اور کمی عدد رکعات بدون سند نہین
ہوسکتی تو ثابت ہوا کہ مضمون حدیث ابن عباس صحیح ہی فہو المقصود اور اس بیان سے یہ بھی ظاہر
ہوا کہ زیادت اور کمی رکعات کی وجہ تطویل وتخفیف قرات نہین ہی جیسا کہ بعض لکھتے ہین گو یہ قول
بعض معتبرین کا بھی ہی مگر بنظر دلیل قابل اعتبار نہین کیونکہ اس توجیہ کا مآل یہ ٹھہرتا ہی کہ زیادت

اور کمی رکعات امر اختیاری تھا جب چاہتے کم کرتے اور جب چاہتے زیادہ کرتے اور اوپر ثابت ہوا کہ
زیادت اور کمی رکعات کی بغیر سند کے نہین ہوسکتی پس وہ توجیہ جو بیہقی سے اوپر منقول ہوئی صحیح نہین
ہوسکتی البتہ یہ امر ممکن ہی کہ بسبب مشقت اور بلحاظ تکلیف مصلیون کے بعد بڑھجانے رکعات کے صحابہ نے
قرأت مین تخفیف کردی ہو یہ نہین ہوسکتا کہ تخفیف قرأت موجب ہو زیادت رکعات کا بلکہ معاملہ برعکس
معلوم ہوتا ہی اور روایت چھتیس کی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے غیر مشہور ہی جیسا کہ فتاوے قاضیخان وغیرہ
مین لکھا ہی اور کسی روایت صحیح سے خلفاء راشدین کا چھتیس پڑھنا یا حکم کرنا ثابت نہین ہی بلکہ بعض علما کی تصریح
سے معلوم ہوتا ہی کہ چھتیس رکعت امر قدیم نہ تھا بعد واقعہ حرہ کے یہ عدد واسطے مساوات اہل مکہ
کے اہل مدینہ نے ایجاد کیا اور یہی امر لائق اعتبار ہی اس وجہ سے کہ خود مالکیہ جنکے نزدیک یہ عدد مختار
ہی اسکی تصریح کرتے ہین فی المنح الوفیۃ لشرح المقدمۃ الغربیۃ فی فقہ المالکیہ وقیام رمضان وہو ثلاث و
عشرون رکعۃ بالشفع والوتر ہذا الذی کان علیہ الناس و اصل القیام بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدے
عشر رکعۃ وہی صلوۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم الا انہم کانوا یطیلون القرأۃ ففی الموطا انہم کانوا یستعملون
الخدم بالطعام مخافۃ الفجر فخففت القرأۃ وزید فی الرکعات فجعلت ثلاثا وعشرین یقومون دون القیام
الاول ثم جعلت بعد وقعۃ الحرۃ بالمدینۃ تسعا وثلثین انتہی ملخصا اور ارشاد الساری شرح صحیح بخاری
مین ہی وقد قال المالکیۃ کانت ثلاثا وعشرین ثم جعلت تسعا وثلثین ای بالشفع والوتر فیہا الی ان قال
وقد حکی الولی بن العراقی ان والدہ الحافظ لما ولی امامۃ المسجد المدینۃ احیی سنتہم القدیمۃ فی ذالک مع مراعاۃ ما علیہ
الاکثر فکان یصلی التراویح اول اللیل بعشرین رکعۃ علی المعتاد ثم یقوم آخر اللیل فی المسجد بستۃ عشر رکعۃ فیختم فے
شہر رمضان ختمین واستمر علے ذالک عمل اہل المدینۃ فہم علیہ الی الآن انتہی یہان سے ثابت ہوا کہ صدر
اول مین تراویح بیس رکعت تھین چنانچہ لفظ احیی سنتہم القدیمۃ کا اس امر پر صاف دلالت
کرتا ہی باقی رہا یہ امر کہ امام مالک نے چھتیس رکعت یا چالیس رکعت اختیار کین اوسکا جواب ہی کہ مسلم نہین
کہ امام موصوف کے نزدیک چھتیس رکعت تراویح تھین بلکہ ہوسکتا ہی کہ تراویح وہی بیس رکعت ہون اور باقی رکعات
نوافل زائد محض واسطے اتباع اہل مدینہ کے پڑھتے ہون اور اسکو حنفیہ بھی منع نہین کرتے فافہم

[illegible]

حلبی نے غنیۃ المستملے مین لکھا ہی فان عادۃ اہل مکۃ ان یطوفوا بعد کل اربع اسبوعا ویصلوا رکعتی الطواف
وعادۃ اہل المدینۃ ان یصلوا اربع رکعات وفیہ ایضا وما اخذ من عمل اہل المدینۃ لیس بحجۃ لانہم یصلون
فرادی بین کل ترویحتین اربع رکعات فی مقابلۃ طواف اہل مکۃ اسبوعا بین کل ترویحتین وذلک غیر موضوع علی
ما مر والکلام فیما ہو المشروع سنۃ بالجماعۃ لا فیما عداہ واللہ اعلم انتہی ما ثبت بالسنۃ مین ہی وقال اما
ویروی عن الشافعی ایضا انہا ستۃ وثلثون مع الوتر فہو عمل اہل المدینۃ خاصۃ وقالوا سبب ذلک ان
اہل المکۃ یطوفون بالبیت اسبوعا ویصلون رکعتی الطواف بین کل ترویحتین واہل المدینۃ لما بعدوا من ادراک
ہذہ الفضیلۃ صلوا بین ذلک اربع رکعات ویسمونہا الستۃ عشریۃ واستمر عادتہم علی ذلک الی
الان انتہی اور بعض نے جو خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے وقت مین بعض سلف کا گیارہ رکعت پڑھنا نقل
کیا ہی سو وہ روایت ضعیف اور مخالف روایت صحیح کے ہی ضعف اوسکا شیخ دہلوی کی تحریر سے معلوم
ہوتا ہی چنانچہ ما ثبت بالسنۃ مین لکھتے ہین وروی انہ کان بعض السلف فی عہد عمر بن عبد العزیز یصلون باحدی
عشرۃ رکعۃ انتہی شیخ کا اس روایت کو بصیغہ تمریض بیان کرنا اور اوسکے بعد یہ کہنا والذی استقر علیہ
الامر واشتہر من الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم ہو العشرون انتہی صاف دلالت کرتا ہی کہ یہ روایت
ضعیف ہی اور امر قابل اعتبار یہی ہی کہ صحابہ اور تابعین کے وقت مین بیس رکعت پڑھی گئین اور
بالفرض اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو ہمارے مدعا کے کچھ مضر نہین ہی ہم بیس رکعت کا سنت ہونا
فعل صحابہ سے بلکہ قول وفعل رسول اللہ سے ثابت کر گئے ہین اور یہی حال اوس روایت کا
سمجھنا چاہیے جو ابن ابی شیبہ نے داؤد ابن قیس سے روایت کی ہی کہ عمر بن عبد العزیز کے
وقت مین چھتیس رکعت پڑھی جاتی تھین اور ایسا ہی محمد بن نصر نے قیام اللیل مین روایت کی ہی
چنانچہ اس روایت کو صاحب امداد السنۃ نے صفحہ ۹ مین نقل کیا ہی الحاصل جب بیس
رکعت کا سنت ہونا ثابت ہوگیا تو جن بزرگان دین سے زیادت اور کمی اس عدد سے
ہوئی ہی اوسمین حتی الوسع تاویل مناسب کیجائے چونکہ تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا محقق اور مدلل ہی اسلیے
جمہور فقہا اسکی تصریح کرتے ہین اور بعض نے اسکے سنت ہونے پر اجماع نقل کیا

اور جنھون نے لفظ مؤکدہ کی اس مقام پر تصریح نہیں کی ہی اونکی غرض بھی یہی ہی اور یہ امر اون کے
کلام متقدم اور متاخر دیکھنے سے اظہر من الشمس ہوتا ہی مگر بنظر تحقیق اور انصاف دیکھا جاے اور قطع نظر
قراین عبارت کے بڑا قرینہ یہ ہی کہ تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا صحیح ہی اور یہی قول محقق ہی پس جب
تک کوئی مانع قوی نہو اون بعض کے کلام کو اسی پر حمل کرنا چاہیے چہ جائیکہ کوئی قرینہ مانعہ نہو
اور کلام سابق و لاحق اس معنی کے معاون اور شاہد ہو اب یہان دو نقشہ لکھے جاتے ہین ایک مین
اون چند کتابون سے عبارت منقول ہی جنمین تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا مصرح ہی یعنی سنت کے
ساتھ لفظ مؤکدہ کی قید زائد کر دی ہی اور دوسرے مین وہ عبارتین جنمین سنت ہونے پر اجماع منقول ہی +

اس نقشہ مین وہ روایتین مسطور ہین جنمین سنت مؤکدہ ہونا تراویح کا مصرح ہی

نمبر	نام کتاب	عبارت
۱	درمختار	التراویح سنۃ مؤکدۃ +
۲	تحفۃ الملوک	التراویح وہی سنۃ مؤکدۃ +
۳	منحۃ السلوک	والاصح انہا سنۃ مؤکدۃ +
۴	منح الغفار	التراویح سنۃ للرجال والنساء وہی سنۃ مؤکدۃ +
۵	جامع الرموز	وسن التراویح علی الصحیح للرجال والنساء سنۃ مؤکدۃ +
۶	غنیۃ المستملی	ومن السنن المؤکدۃ التراویح ثم قال وہی سنۃ مؤکدۃ +
۷	ملتقی الابحر	التراویح سنۃ مؤکدۃ فی کل لیلۃ من رمضان بعد العشاء قبل الوتر وبعدہ بجماعۃ عشرون رکعۃ
۸	سراج الوہاج	والاصح انہا سنۃ مؤکدۃ +
۹	مراقی الفلاح	التراویح سنۃ وہی مؤکدۃ +
۱۰	ما ثبت بالسنۃ	وہی سنۃ مؤکدۃ للرجال والنساء +
۱۱	خزانۃ المفتین	التراویح سنۃ مؤکدۃ +

عبارت	نام کتاب	نمبر
التراویح سنۃ مؤکدۃ ✤	فتاوی قاضیخان	۱۲
التراویح سنۃ ہو الصحیح من المذہب الی ان قال و فی الفتاوی سنۃ مؤکدۃ ✤	خزانۃ المفتاوی	۱۳
التراویح سنۃ مؤکدۃ ✤	جوامع الفقہ	۱۴
التراویح سنۃ مؤکدۃ ✤	فتاوی الحجۃ	۱۵
التراویح وہی عشرون رکعۃ وکیفیتہا مشہورۃ [illegible] سنۃ مؤکدۃ ✤	احیاء العلوم	۱۶
نماز تراویح سنت مؤکدہ ست ✤	صلوۃ مسعودی	۱۷
ہو سنۃ مؤکدۃ عند اہل العلم ✤	مسوی شرح مؤطا	۱۸
بدانکہ تراویح سنت مؤکدہ ست ✤	شرح وقایہ فارسی	۱۹
التراویح سنۃ مؤکدۃ ✤	البحر الرائق	۲۰
ایضاً ✤	تعالیق الانوار	۲۱
ایضاً ✤	رد المحتار	۲۲
والاصح ان التراویح سنۃ مؤکدۃ ✤	جوہرہ نیرہ	۲۳
فی الخانیۃ التراویح سنۃ مؤکدۃ ✤	خزانۃ الروایات	۲۴
التراویح سنۃ مؤکدۃ [illegible] ✤	فصیحیہ	۲۵
این نماز سنت مؤکدہ است [illegible] ✤	مصفی شرح مؤطا	۲۶

اس نقشہ مین وہ عبارتین مسطور ہین جنمین تراویح کے سنت ہونے پر اجماع منقول ہے

عبارت	نام کتاب	نمبر
وحکی غیر واحد الاجماع علی سنیتہا ✤	تعالیق الانوار	۱
وانت خبیر بان مافی العنایۃ اولی لان فی حکی غیر واحد الاجماع علی سنیتہا [illegible]	النہر الفائق	۲
و فی شرح منیۃ المصلی وحکی غیر واحد الاجماع علی سنیتہا ✤	البحر الرائق	۳
و فی شرح منیۃ المصلی وحکی غیر واحد الاجماع علی سنیتہا ✤	رد المحتار	۴

اور اگر کوئی ناحق کوش کتمان حق چاہے اور یہ کہے کہ یہان سنیت سے مراد استحباب ہی
تو پھر گر اسکی گنجایش نہین عبارت سابقہ ان کتابون کی صراحۃً دلالت کرتی ہی کہ سنیت سے
مراد سنت مؤکدہ ہونا ہی عبارت سابقہ تعالیق الانوار اسطرح ہی التراویح سنۃ صحیح صاحب الہدایۃ
وفی الخلاصۃ اختلف فی کونہا سنۃ وانقطع الاختلاف بروایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ انہا سنۃ وذکر
ان ابا یوسف سأل ابا حنیفۃ عنہا وما فعلہ عمر فقال التراویح سنۃ مؤکدۃ ولم یتخرجہ عمر من تلقاء نفسہ ولم
یکن مبتدعا ولم یامر بہ الا عن اصل لدیہ وعہد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحکی غیر واحد الاجماع علی
سنیتہا انتہی دیکھیے سنت تراویح مین اختلاف نقل کرکے یہ کہنا کہ بسبب روایت حسن کے
یہ اختلاف اوٹھگیا اور پھر شیخین کا سوال وجواب نقل کرکے جسمین سنت مؤکدہ ہونے کی
تصریح ہی یہ لکھنا کہ بہتون نے تراویح کے سنت ہونے پر اجماع نقل کیا ہی نہایت واضح دلیل ہی
اس امر کی کہ سنت مؤکدہ ہونے پر اجماع مراد ہی اور نہر الفائق کی عبارت دو وجہ سے میرے
کلام کے مصدق ہی اول یہ کہ دلیل اجماع مواظبت خلفا بیان کی ہی اور مواظبت خلفا
صاحب نہر کے نزدیک موجب سنیت ہی چنانچہ فصل اول مین مذکور ہوا دوسرے یہ کہ قول صاحب
عنایہ کی اولویت کی دلیل مین حکایت اجماع علی السنۃ نقل کی اگر سنت سے مراد مستحب
کیا جاوے تو یہ دلیل صحیح نہ ہوگی کما لا یخفی علی من تأمل فی کلامہ وعبارتہ ہکذا وسن فی رمضان
عشرون رکعۃ عدل عن قول القدوری ویستحب ان یجتمع الناس فی رمضان فیصلی بہم امامہم خمس
ترویحات کل ترویحۃ بتسلیمتین لما ان الاصح انہا سنۃ رواہ الحسن عن الامام کذا فی الہدایۃ قال
فی العنایۃ وتبعہ فی البحر وفیہ نظر اذ المحکوم علیہ بالاستحباب انما ہو الاجتماع ولیس فی کلامہ
دلالۃ علی ان التراویح مستحبۃ والی ہذا ذہب بعضہم فقال التراویح سنۃ والاجتماع مستحب واجاب فی الحواشی
السعدیۃ بانہ لما سکت عن بیان صفۃ التراویح استقلالا وذکر لفظ الاستحباب فالظاہر استحبابہ
علی مجموع الصلوۃ والاجتماع والتسلیم بین کل ترویحتین وانت خبیر بان ما فی العنایۃ اولی لانہ قد حکی غیر
واحد الاجماع علی سنیتہا انتہی اور البحر الرائق مین اختیار سے سوال ابی یوسف کا امام اعظم رح سے

اور امام صاحب کا سنت موکدہ کہنا نقل کر کے لکھا ہی ولانیافیہ قول القدوری انہا مستحبۃ کما فہمہ
فی الہدایۃ عنہ لانہ انما قال یستحب ان یجتمع الناس وہو یدل علی ان الاجتماع مستحب ولیس فیہ دلالۃ علی
ان التراویح مستحبۃ کذا فی العنایۃ وفی شرح منیۃ المصلی وحکی غیر واحد الاجماع علی سنیتہا الخ انتہی اس کلام
مین اول حکایت سنیت نقل کرنا اور قدوری کے قول کا محمل استحباب جماعت نکالنا نہ نفس
تراویح باواز بلند کہہ رہا ہی کہ اجماع علی السنیۃ سے مراد یہی ہی کہ سنت موکدہ ہونے پر اجماع ہی زیادہ
توضیح موجب تطویل ہی اہل خبرت بنظر انصاف خود تامل فرماوین اور رد المحتار مین بھی ایسا ہی ہی
نقل عبارت کی حاجت نہین اور نووی اور کرمانی اور ابو الطیب نے جو استحباب پر اجماع نقل کیا ہی
اون کے کلام کا بھی محمل اجماع علی السنیۃ ہونا چاہیے ورنہ یہ قول لغو اور خلاف واقع ٹھہریگا
کیونکہ ابھی معلوم ہوا کہ تراویح کے سنت موکدہ ہونے پر اجماع ہی اور کتب حنفیہ مین سنت
موکدہ ہونا مذکور ہی پھر اجماع استحباب کے کیا معنی علاوہ اسکے نووی اور کرمانی شافعی
ہین اور جمہور شافعیہ کے نزدیک سنت اور مستحب دونون مترادف ہین تو انکا استحباب پر
اجماع نقل کرنا ہمارے دعوے کے مخالف نہین ہو سکتا اور امام نووی کے کلام سے
تو بخوبی ظاہر ہی کہ اونکی مراد استحباب سے وہ مرتبہ ہی جسے حنفیہ سنت موکدہ کہتے ہین اگرچہ اونکی
اصطلاح مین اوسکا نام سنت موکدہ تھو کیونکہ اسی تراویح کو لکھتے ہین لانہ من الشعائر الظاہرۃ فاشبہ
صلوۃ العید اور اسکے بعد لکھا ہی واجمعت الامۃ علی ان قیام رمضان لیس بواجب بل ہو مندوب
انتہی پس نووی کا تراویح کو شعائر اسلام مین سے قرار دینا اور مشابہ نماز عید کے کہنا اور مقابلہ واجب
کا ڈالنا نہایت ظاہر قرینے اسبات کے ہین کہ استحباب سے مراد وہی مرتبہ ہی جسے حنفیہ کی اصطلاح
مین سنت موکدہ کہتے ہین علاوہ اسکے شرح مسلم کے اور مقامات بھی اسکے شاہد ہین کہ امام موصوف نے
استحباب کا اطلاق سنت موکدہ پر کیا ہی چنانچہ شرح مسلم مین سنت فجر کے عنوان مین لکھا ہی باب استحباب
رکعتی الفجر مقام غور ہی کہ سنت فجر کہ باتفاق حنفیہ اور شافعیہ اٰکد سنن ہی اوسکو امام موصوف نے
مستحب لکھا پھر اگر تراویح کو مستحب لکھا کہ سنت فجر سے تاکد مین کم ہی تو کیا بعید ہی اور باب فضل السنن الراتبۃ

مین لکھا ہی قال اصحابنا وجمہور العلماء بہذا الاحادیث کلہا واستحبوا جمیع ہذہ النوافل اور نماز چاشت کے بیان مین لکھا ہی باب استحباب صلوۃ الضحی اور اوسکے بعد ہی وحاصلہا ان الضحی سنۃ متاکدۃ اور باب الاعتکاف مین ہی وقد اجمع المسلمون علی استحبابہ وانہ لیس بواجب وعلی انہ متاکد فی العشر الآخر من رمضان انتہی اور اگر کسیکو یہ شبہہ ہو کہ مولانا ابو الطیب نے باوجود حنفی ہونیکے شرح جامع ترمذی مین تراویح کے مندوب ہونے پر اجماع نقل کیا ہی پھر اس قول مین اور اجماع علی السنیۃ مین کیونکر توافق ہو سکتا ہی تو اوسکا جواب یہ ہی کہ ندب سے مراد مولانا کی سنیت معلوم ہوتی ہی ورنہ کلام خلاف واقع ہوگا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا اور اونکے کلام مین اسکا قرینہ بھی پایا جاتا ہی کیونکہ بمقابلہ واجب کے مندوب کہا ہی چنانچہ عبارت اونکی یہ ہی اجمعت الامۃ علی ان قیام رمضان لیس بواجب بل ہو مندوب انتہی اگر مندوب سے مراد مندوب عرفی ہوتا تو بمقابلہ سنت کا اختیار کرتے اور یون کہتے علی ان قیام رمضان لیس بسنۃ بل ہو مندوب کما لا یخفی علی ذوی البصائر اور اگر یہ توجیہ نہ کی جائیگی تو سیکڑون علماے اہل سنت جامعین ملت محمدیہ امت سے خارج ہو جائینگے اور مولانا ابو الطیب کا سنت پر مندوب کا اطلاق کرنا کچھ خرق اصطلاح اور مخالف حنفیہ نہین ہی کیونکہ اطلاق مندوب و مستحب کا مطلق سنت پر اور سنت مؤکدہ پر حنفیہ کے نزدیک آتا ہی چنانچہ طحطاوی مین ہی الندب بالمعنی الاعم للسنۃ والمستحب انتہی اور طحطاوی کے کتاب النکاح مین ہی وکثیرا ما یتساہل فی اطلاق المستحب علی السنۃ انتہی اور رد المحتار حاشیہ در مختار مین ہی وحاصلہ تجویز اطلاق اسم المستحب علی السنۃ وعکسہ بہذا اطلق اسم المستحب علی الغسل ثم قیس فیہ الغسل الخ اور کتاب النکاح مین ہی قولہ سنۃ مؤکدۃ وہو محمل القول بالاستحباب وکثیرا ما یتساہل فی اطلاق اسم المستحب علی السنۃ انتہی اور اگر کوئی شخص کہے کہ جسطرح استحباب پر اجماع غلط ہی ویسا ہی سنیت پر اتفاق باطل ہی کیونکہ بعض استحباب کے بھی قائل ہین چنانچہ ماثبت بالسنۃ وغیرہ مین مسطور ہی تو اوسکا جواب یہ ہی کہ قبل شہرت روایت اسد بن عمرو اور حسن بن زیاد کے بعض استحباب کی طرف گئی تھی مگر بعد انکی روایت کے یہ اختلاف منقطع ہوگیا چنانچہ کتب فقہ مین مسطور ہی بحر الرائق مین ہی وذکر فی الخلاصۃ ان المشایخ اختلفوا فی کونہا سنۃ فانقطع الاختلاف بروایۃ الحسن انہا سنۃ انتہی اور حقایق الانوار مین بھی ایسا ہی ہی اور عبارت اوسکی اوپر گذری اور ماثبت بالسنۃ مین ہی اعلم انہ قد اختلف العلماء فی التراویح تسمی سنۃ فقال بعضہم لا ہی من النوافل وتسمی تحیۃ

وقال بعضهم سنة وهو الاصح وہی سنة مؤكدة للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف وانقطع الخلاف

بروایة الحسن عن ابی حنیفة انها سنة لا یجوز ترکها انتہی اور ایسا ہی طحطاوی نے حاشیۂ مراقی الفلاح مین لکھاہی حاصل

کلام یہ ہی کہ بیس رکعت تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا بدلائل متعددہ ثابت ہی کوئی اہل علم منصف مزاج نفس تراویح کی سنت مؤکدہ

ہونے سے انکار نہین کرسکتا کیونکہ قطع نظر مواظبت صحابہ کرام کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مواظبت

عملی تراویح پر پائی جاتی ہی یعنی اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی روز پڑھکر ترک کردی اور پھر جماعت

نہین پڑھی مگر یہ ترک کرنا بسبب عذر کے تھا اور ہم فصل اول مین ثابت کر آئے ہین کہ ایسا ترک کرنا مواظبت

مین داخل ہی باقی رہا بیس رکعت کا سنت مؤکدہ ہونا فعل صحابہ اور ائمہ خلفاء سے تو ثابت ہی ہی اسمین

تو کسیکو کلام نہین اور اگر انصاف او رغور کیا جائے تو اسکا ثبوت درایۃً خود رسول خدا سے ہی اگرچہ روایۃً ثبوت مین

گفتگو ہو صحابہ کا بلا انکار اس عدد کو قبول کرلینا اور اسپر ہمیشگی کرنا نہایت قوی دلیل ہی اثبات کی کہ حضرت سے

بیس رکعت کا ثبوت قولی یا فعلی ہی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا پس جب بیس رکعت کا ثبوت بطور درایت رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور صحابہ کرام کی مواظبت اس عدد پر پائی گئی تو بلاشک اس عدد کا سنت مؤکدہ

ہونا ثابت ہوا اب اگر کوئی شخص بیس رکعت تراویح نہ پڑھے یا اوسکے سنت ہونیکا اعتقاد نرکھے وہ بلاشبہ

بدعتی اور گنہگار ہی اہل اسلام کو اسمین نہایت احتیاط چاہئے جہانتک ہوسکے اسکے جاری اور قائم رکھنے

مین سعی کرتے رہین یہ فعل شعائر اسلام مین سے ہی جیسے عید کی نماز یا اذان ایسے امور کے ترک مین قتل کا

حکم ہی یہ وہ سنت ہی کہ مشرق سے لیکر مغرب تک تمام اہل سنت کا معمول اور مختار رہا ہی اور سلف سے خلف تک تمام

اکابر دین اسکو مانتے چلے آئے ہین ایسے فعل کو ترک کرنا اور مخالف عمل مین لانا غیر سبیل مومنین کے اتباع کرنا ہی

ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا اب مین اس رسالہ کو ختم کرتا ہون اور ناظرین

باتمکین کیخدمت مین عرض رسا ہون کہ اس رسالہ کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین اگر از راہ بشریت کہین سہو ونسیان

پائین اصلاح دین بمقتضائے کرم چشم پوشی کرین وہ کہ مین مبادرت نکرین جو استاذ حال نجی نفع اللہ شہید مجھے اس رسالہ کی

تحریر سے کسیکا رد یا جواب ملحوظ بالذات نہین ہی بلکہ محض اظہار حق ہی اور سنت قدیمہ کا جاری و قائم رکھنا منظور ہی واللہ الموفق

والمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین فقط

فہرست مضامین رسالۂ غایۃ التنقیح فی اثبات التراویح

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
بیان معنی سنت و مستحب	۳	دلیل دوم ✤	۱۸
اقوال اصولیین حنفیہ کے بیان معنی سنت مین	؍	دلیل سوم ✤	۲۱
اقوال فقہائے حنفیہ کے بیان معنی سنت مین	۷	بیان نسخ فرضیت تہجد ✤	۲۴
تعریف سنت مین جنہون نے مواظبت رسول کو خاص کیا ہے اونکی غرض مطلق سنت کی تعریف نہین معلوم ہوتی	۱۰	بیس رکعت تراویح کا مسنون ہونا ✤	۲۶
		تبیلہ اثبات پر کہ بیس رکعت تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ✤	۲۹
بیان عمومیت تعریف سنت جو بظاہر مواظبت رسول اللہ سے خاص ہے ✤	۱۱	ذکر حقیقت بیس رکعت تراویح کا ✤	۳۲
اصح او صحیح کے ایک معنی قول فقہا مین آنے مین	۱۲	عبارت کتب فقہ وغیرہ جنمین سنت مؤکدہ ہونا تراویح کا مصرح ہے ✤	۳۴
ضمیمہ ایک اعتراض کے جواب مین ✤	؍		
اثبات سنیت نفس تراویح بدلائل متعددہ	۱۷	نقل کلام فقہا کہ سنیت تراویح پر اجماع ہے ✤	۳۵
دلیل اول ✤	؍	بیان اطلاق مستحب کا سنت پر ✤	۳۸

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ یہ رسالہ ہدایت مقالہ موسومہ بہ غایۃ التنقیح فی اثبات التراویح تصنیف لطیف عالم باعمل فاضل اکمل جناب مولوی سید محمد علی صاحب حسب تمناے شیخ محمد یعقوب علی صاحب منصرم مطبع نظامی کے اہتمام عاجز محمد عبد الرحمن عفا عنہ ربہ السبحان سے مطبع نظامی واقع کانپور مین مطبوع ہوکے باعث افادۂ انام و افاضۂ خاص و عام ہوا فقط ✤

العبد
محمد روشن خان حنفی مرحوم

وجہ مہر و دستخط
واسطے سند کے مہر و دستخط مہتمم کے کیے گئے

محمد روشن خان حنفی ۱۲۸۷
محمد عبد الرحمن خان